بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

الامامۃ

(ایک عالم اہلسنت کی تصنیف)

نحمدہٗ و نصلے علیہ

کمترین عالم ماہ عالم گورگانی مصطفوی صابری چشتی عرض پرداز خدمت احباب ہے کہ ہمارے خان بہادر نواب شیخ احمد حسین صاحب بہادر تعلقہ دار فرمانفرمائے پرہانون ضلع پرتاب گڈہ ملک اودہ کے بعض مولفہ رسائل دیکھے گئے جن سے ظاہر ہے کہ جناب ممدوح کی معلومات مذہبی بہت وسیع اور اونکی ہر تالیف سے قومی ہمدردی منصف مزاجی نمایان ہے اونکے ہر ایک مضمون سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب ممدوح شیعہ و سنی کے اتحاد و اتفاق کرانیکے بیحد شائق اور قلم و وہم سے بیحد کوشان ہین اللہ تعالی اونکو اس مقصد عالی مین کامیاب فرمائے جناب معز نے ایک رسالہ موسوم بہ المصالحۃ والموافقۃ لکھا ہے جسکے تین مقاصد ہین پہلا مسائل اصولیہ ہین دوسرا مسائل فقہیہ ہین تیسرا مسائل متفرقہ ہین - اگرچہ جناب معز نے ہر ایک مسئلہ مابہ النزاع مین سنی شیعہ کا اتحاد ثابت کیا ہے لیکن مسئلہ امامت کی نسبت صفحہ ۱۹ مین لکھا ہے کہ شیعہ نبوت کی طرح امامۃ کو بھی اصول عقائد مین شمار کرتے ہین اور پھر ہمارے علامہ جلال الدین دوانی کی شرح عقائد عضدیہ سے یہ لکھا ہے -

واعلم ان مسئلۃ الامامۃ لیست من الاصول التی یجب علی کل مکلف معرفتہا عند اہل السنۃ والجماعۃ

جانو اور آگاہ ہو کہ درحقیقت مسئلہ امامۃ مذہب اہلسنت و جماعۃ مین اون اصول عقائد سے نہین جنکا اعتقاد ہر مکلف پر واجب ہے انتہی - پس ہمارے معز نے

معرفت کا ترجمہ اعتقاد کرکے چوک کہائی ہے **دوم** اعمال و اعتقادات کا وجوب اور چیز ہے اور معرفت اور ہے وہ علماء کو ہوتی ہے پس اونہی پر معرفت امام واجب ہے لیکن اطاعت **امام** سے بجز کودن اور لا یعقل اطفال کے کوئی مستثنی نہین اور ایسا استثنا ہر ایک واجب و فرض کیلئے ہے **سوم** عبارت مذکور مین لفظ کل ہے جو بمعنی بعض قرآن و احادیث ہونا موجود ہے **چہارم** بعض صاحبون کے نزدیک گو ہماری یہ تاویل بعید معلوم ہوگی لیکن جبکہ ہماری کتب صحاح اور کتب معتبرہ علماء مین شناخت امام اور تقرر امام کو فرض اور اطاعۃ امام کو واجبات عظیمہ سے لکھا ہے اور اوسکے منحرف کو کافر بتایا ہے تو عبارت مذکور کا کلیہ اہل السنۃ والجماعۃ ٹوٹ گیا جس سے معلوم ہوا کہ بعض علماء اہلسنت امامۃ کے وجوب کے قائل ہین نہ کہ جملہ مخالف ہون اسکے علاوہ تعامل قوم اور افعال صحابہ اور قرآن و احادیث و فقہ سے ضرورۃ امام ثابت ہے اور فتاوی عالمگیری وغیرہ مین ہے من انکر امامۃ ابی بکر فھو کافر یعنی جسنے امامت ابی بکر سے انکار کیا وہ کافر ہے **پس** اگر امامۃ اصول عقائد مین داخل نہین تو اوسکا منکر کافر کیونکر ہوا اور اطاعت و تقرر و معرفت امام واجب کیونکر ہوئی۔

ہمارے نزدیک ناحق شناس اور مخالف قرآن اہلسنت مین اور شیعہ مین مسئلہ امامۃ اختلافی ہے لیکن مذہب اہلسنت اور مذہب شیعہ مین اختلافی نہین بلکہ دونو متفق ہین **ہان** تشخیص امام اور حدود و تعریف یعنی قرار داد امام مین تفاوت ہے جیسے ہم اہلسنت امامۃ ابی بکرؓ کے منکر کو کافر جانتے ہین ویسے ہی شیعہ امامۃ علیؑ کے منکر کو کافر جانتے ہین چنانچہ مخالفان حضرت ابوبکر یعنی مانعین زکوۃ کو جن کا اسلام صحاح ستہ وغیرہ سے ثابت ہے اہلسنت اونکو مرتد مانتے ہین اور مخالفان علیؑ اور محاربان علیؑ یعنی ناکثین و قاسطین و مارقین کو منافق بھی نہین جانتے حالانکہ جب چارون کی خلافتونکو خلافت راشدہ مانتے ہین تو اون مین سے ہر ایک کے مخالف کو مرتد ماننا لازم تھا مگر ناکثین و قاسطین وغیرہ کی نسبت ہم اہلسنت کا ایسا عقیدہ نہین تو یہہ فرق دو وجہ سے معلوم ہوتا ہے **ایک** فرق عصمت اجماعی دوسرا عصمت نبوت کی

قوت وضعف کے سبب سے ہے جسکا حال آیندہ معلوم ہوگا دوسرا انتساب امام کے سبب سے یعنی جیسے شیعون مین زیادہ تر سادات بنی فاطمہ ہین اسی وجہ سے وہ اپنی نسل کے امام کو امام کہتے اور جانتے ہین اسی طرح اہلسنت مین نسب شیخین سے بکثرت ہین پس وہ اپنے جدا علی کی امامت کو ائمہ شیعہ سے گھٹنے نہین دیتے چنانچہ فصل الخطاب مین حکیم ترمذی کی نوادر الاصول سے منقول ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ مینے آنحضرت کو یہ کہتے سنا خداے تعالی فرماتا ہے۔

عن ابن عباس رض عن رسول اللہ صلعم انہ قال اللہ عزوجل خلقنی من نورہ وخلق ابوبکر من نوری وخلق عمر من نور ابی بکر وخلق المؤمنین کلھم من نور عمر (فی فردوس الاخبار)

اے محمد مینے تجھے اپنے نور سے پیدا کیا اور ابو بکر کو تیرے نور سے اور نور ابی بکر سے عمر کو اور عمر کے نور سے تمام مومنین کو انتہی محصلاً۔

کتب اصول عقائد وغیرہ سے ظاہر ہے کہ مومنین ناجی ہین اور وہ فرقہ معروف اہلسنت ہے پس اوسی پر مومنیت کا اطلاق ہو سکتا ہے باقی فرق خوارج وروافض وغیرہ یہ اہلسنت کے نزدیک مردود ہین پس وہ مومن نہین لہذا وہ نسل شیخین سے ہو نہین سکتے اسکے علاوہ اس فرقہ کے جوش ایمانی کے ہنگامون اور مقدمہ بازیون وغیرہ سے الولد سر لابیہ کا مضمون بہی صادق آتا ہے پس ان دو وجوہ سے صفات امام مین فرق ہے لیکن نفس امامۃ مین فرق نہین دونون فریق کے اصول عقائد مین امامت داخل ہے اور تعامل قومی بہی اسکا شاہد ہے۔ تو بعض اہلسنت کا یہ لکہنا کہ مسئلہ امامۃ اصول عقاید مین داخل نہین میرے نزدیک تجاہل یا بہتان صریح ہے چنانچہ حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ازالۃ الخفا مین لکہتے ہین باآنکہ بعلم الیقین دانستہ شد کہ اثبات خلافت این بزرگواران اصلی است از اصول دین تا وقتیکہ [illegible]

پس جب خود قرآن عظیم کا حل بغیر اثبات خلافت ناممکن ہے تو اوسکے اصول دین سے ہونے مین کیونکر شبہہ ہو سکتا ہے بلکہ یہ معلوم ہوا کہ اصل الاصول دین یہی ہے - لہذا اس ناچیز نے یہہ رسالہ موسوم بہ الامامۃ انکشاف حقیقت کے لئے لکھا ہے خدا کرے کہ خادم مذہب مصطفوی کی اس تیسری تالیف سے بھی مسلمانون کو نفع میسر ہو آمین یارب العالمین -

تمہید

تتبع کتب سماوی واحادیث وسیر و تواریخ سے مستفاد ہوتا ہے کہ شرائع سابقہ سے ہر ایک صاحب شریعت کا جانشین منصوص و معصوم ہوتا تھا اور جو شخص خلیفہ قرار پاتا وہی شخص پیروان شریعت کے نزدیک امام وقت سمجھا جاتا تھا خواہ اوس جانشین و امام کو خلق اللہ پر قہر و غلبہ حاصل ہوتا یا نہوتا اور اوس جانشین و ماہر شریعۃ کیلئے اعلم و افضل امۃ ہونا شرط تھا جیسا کہ ہمارے ہان ہر جمعہ کے خطبون مین افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق ابو بکر الصدیق پڑھا جاتا ہے چونکہ وہ متصدی شریعت احداث و تشریع نہ کرتا تھا اور خود صاحب شریعت کی سچی زندہ تصویر و نظیر بنا رہتا تھا اس ضرورت سے پیروان شریعۃ اوسیکو امام بھی کہتے تھے اس بنا پر یقین ہوتا ہے کہ تمام پیروان شرائع آسمانی مین عقائد توحید و رسالت و قیامت کی طرح مسئلہ امامۃ بھی اصول عقائد مین داخل تھا چنانچہ باوجود نایابی کتب اس عقائد کا جستہ جستہ پتہ حضرت آدم صفی اللہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام تک جیسا کہ آیندہ معلوم ہوگا اب تک ہماری کتب سے پایا جاتا ہے -

احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث برسالت ہوئے تو اس جدید شریعت مین بھی امامۃ اصول عقائد مین داخل تھی چنانچہ جسروز حضرت نے اظہار نبوت کیا تھا اوسیروز اوسیوقت خلافت و امامت و وصایت جناب امیر علیہم کا بھی اظہار کیا جیسا کہ کتب صحاح و تواریخ و تفاسیر کثیرہ سے ظاہر ہے لیکن بقول علمای اہلسنت وفات آنحضرت کے بعد ایجاد اجماع سے حضرت ابوبکر غیر منصوص خلیفہ بن گئے ، اوس

تاریخ سے عقیدہ امامۃ کے اصول عقائد مین ہونیکی نسبت صحابہ مین اختلاف پڑا اور بعض
بمصلحت اور بعض بجبر اس عقیدہ کے مقلد بن گئے لیکن افراد غالب کے قلوب مثل سابق
عقیدہ امامۃ منصوص پہ جمے رہے ہان اونکے بعد کے جاہل اور بیخبر نسلین اختلاف
صحابہ کے سبب قید عقیدہ امامت سے اپنے تئین آزاد سمجھنے لگین اور بعض بیوقوف
دنیا پرست علماء نے اون جاہلون کی دولت کی لالچ یا حکومت کے دباؤ سے ایسی
باتین گھڑدین اور اپنی تالیفات مین لکھ دین کہ جن سے اس عقیدہ فاسدہ کو قوت
ہوگئی اور اونکے بعد کے علماء نے اپنے متقدم دنیا پرست علماء کے برتے عقیدہ امامۃ
کی اور بھی بیخ کنی کردی اس وجہ سے مسئلہ امامت قول عوام ہی سے نہین بلکہ اکثر
اہلسنت کے علماء متبحر کے فہوم سے بھی دور ہوگیا اور آج ایسا دور ہوگیا ہے کہ اگر
کسی معتبر عالم سے دریافت کرو تو وہ حقیقۃ امامت کے بتانے مین ضرور غوطہ لگائیگا۔

مسئلہ امامت کے اصول عقائد مین داخل اور پھر خارج ہونیکے اسباب

آیہ ملت ابیکم ابراہیم سے ظاہر ہے کہ ملت ابراہیمی اونکے خلفاء منصوص
ومعصوم سے عرب مین پہیلی تھی جن قصص سے اکثر صحابہ خوب واقف تھے ورنہ لفظ ابیکم
مہمل اور فضول ماننا پڑیگا اور بعض یہودی صحابہ حضرت یوشع بن نون کے استخلاف
موسوی سے اور حضرت سلیمان ع کے استخلاف داودی اور حضرت یحیی ع کے استخلاف
زکریا علیہم السلام سے بخوبی ماہر تھے جنکے علم کے بموجب خدا تعالی نے قرآن مین باجمال
فرمادیا تھا کہ یہودیون اور آتش پرستون نے۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ	احبار اور رہبانون کو خدا کے سوا اختیار کرلیا ہے اور بموجب آیت

شریفہ یہودی صحابہ احبارون کے اور آتش پرست صحابہ رہبانون کے قبل
قبول اسلام تک بذات خود تابعدار اور فرمان پذیر رہ چکے تھے ۔ اور اسیطرح
عیسائی صحابہ پوپ کے اور قرآن نے بہی درجہ امامت اور وجوب طاعت

امام کو آیات ذیل سے روشن فرمادیا تھا جنکا حاصل یہ ہے۔

یوم ندعوا کل اناس بامامہم انما انت منذر ولکل قوم ھاد اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

قیامت مین تمام لوگ اپنے اپنے امامون کے ساتھ بلائے جائینگے اور اے رسول بیشک تو ڈرانے والا ہے اور تمام قومون کے واسطے ہادی ہے

اور اللہ کی اطاعت اور رسول اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔ جو تم مین سے ہے نہ اون مخالف و دشمن اسلام بادشاہونکی جو خارج از ملت یا بتکلف اسلام کے مدعی ہون پس ان آیات کے معانی و قراین سے اظہر من الشمس ہے کہ اگر تمام صحابہ عادل اور قرآن کے منزل من اللہ جاننے والے تھے تو تفصیلی نام و امامت کو ضرور معتقدات خاصہ سے جانتے ہونگے۔

کتب کثیرہ سے واضح ہے کہ اکثر مغلوب قبائل عرب اسلام کے قہر و غلبہ سے بسیاق آیات کثیرہ و احادیث عدیدہ فی الصحیحین نافر اور بقول علامہ شہرستانی صاحب ملل و نحل فظھر الاسلام ویبطنون النفاق کے عامل تھے اسکے علاوہ بعض قبائل عرب انہدام صنم و استیصال کلیسا و کساد بازاری۔ آتشکدہ وغیرہ کے سبب بے وقار ہوگئے تھے جو نعل در آتش تھے اور انہی مین بعض مقتولین بدر و احد و خندق و خیبر و تبوک و حنین وغیرہ کے وارث اور طالب قصاص تھے یہہ سب بنی ہاشم کے دشمن جانی اور بانی اسلام کے خون کے پیاسے تھے صرف مال غنیمت کی لالچ اونکے نفاق کا پردہ پوش تھا جیسا کہ بکثرت آیات قرآنی سے ثابت ہے پس ایسے ایسے وجوہ سے

ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمومنین یخادعون اللہ والذین امنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون ۵

بکثرت قبائل عرب کو بانی اسلام اور اوسکے بہی خواہون سے دلی عناد تھا اس وجہ سے استخلاف غیر منصوصہ کا موقع ملا اور ایجاد اجماع سے کام چلا اور شیخین کی

[footnote] سلہ اور وہ لوگ جو کہتے ہین کہ ہم اللہ پر [illegible]

خلافت چل کھڑی ہوئی - چنانچہ حارث بن نعمان فہری کا قصہ مشہور ہے جو بکثرت کتب مثل السنان المعیون فی سیرت المامون - صراط سوی محمود بن القادری - اربعین جمال الدین محدث - نور الابصار سید مومن بن حسن شبلنجی - ذخیرۃ المال احمد بن عبد القادر الحفظی شافعی - روضہ ندیہ شرح تحفہ علویہ - تفسیر شاہی حضرت محبوب عالم قدس سرہ مین درج ہے اور ملک العلماء شہاب الدین دولت آبادی نے اپنی کتاب ہدایۃ السعداء کے جلوہ ثانیہ ہدایہ ثامنہ مین باختصار لکھا ہے جسکے حاصل ترجمہ کو ہم باضافہ لکھتے ہین تا کہ اصل قصہ سمجھہ مین آجائے -

وفی الزاہد یستعند قولہ تعم سأل سائل بعذاب واقع فی التفسیر الثعلبی نزولان رسول اللہ صلعم قال ا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ و انصر من نصرہ واخذل من خذلہ

صاحب زاہدیہ کے نزدیک آیہ سأل سائل کے نزول کا یہ سبب ہی جو تفسیر ثعلبی مین ہی کہ لوگون نے کہا کہ جب آنحضرت نے فرمایا کہ جسکا مین مالک ہون اوسکے مالک علی بھی ہین اے خدا اوسکو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور مغضوب رکھہ اوسکو جو علی سے عداوت کرے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶ اور یوم آخرت پر ایمان لائے وہ مومن نہین ہین فریب کیا اللہ سے اون لوگون نے (جنہون نے زبانی اقرار کیا کہ) ہم ایمان لائے اور نہین فریب کیا لیکن اپنی جانون سے اور اونکو عقل نہین ہے اور اون مین سے وہ لوگ ہین (اے پیغمبر) غنیمت لینے کیوقت تمہارے پاس آتے ہین پس اگر اونکو دو تو راضی ہوتے ہین اور جو نہ دو تو قساوت کرتے ہین - یہہ پہلی آیت سورہ توبہ مین مرقوص بن زہیر تیمی حضرت ابوبکر کے رشتہ دار کی شان مین نازل ہوئی -

لہ بعض علماء مثل ابن تیمیہ وغیرہ نے سورہ معارج کے مکی ہونیکے سبب سے ایراد کیا ہے کہ کتب کثیرہ سے ظاہر ہے کہ مقام غدیر خم پر آنحضرت نے کئی ہزار صحابہ کو جمع فرما کر اثناء خطبہ مین فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ الخ اور یہ واقعہ سنہ ۱۰ھ کا ہے جو واپسی حجۃ الوداع مین ہوا تھا اور حارث بن نعمان فہری کا واقعہ اسکے بعد کا ہے تو سورہ معارج کی اس پہلی آیت کا مدینہ مین نازل ہونا غلط ہے اسکا جواب یہ ہے کہ بکثرت آیات اور بعض سورتین

فسمع ذلک واحد من الکفرة
من جملة الخوارج فجاء الی النبیؐ
فقال یا محمد هذا من عندک
او من عند الله فقال صلعم
من عند الله فخرج الکافر
من المسجد وقام علی عتبة
الباب وقال ان کان ما
یقوله حقا فانزل علی حجراً
من السماء قال فنزل حجر
ورضخ راسه فنزلت السورة
یعنی سأل سائل بعذاب واقع
الخ

اور اوسکی مدد کر جو علیؑ کی مدد کرے
اور اوسکو ذلیل کر جو علی کو شرمندہ کرے
پس یہہ استخلافی کلمات حارث بن
نعمان فہری نے سنے جو انہیں مسلمان
منافقوں سے تھا وہ برداشتہ خاطر
ہوکر آنحضرت کے پاس حاضر ہوا اور
اوسنے کہا کہ اے محمدؐ آپنے نماز و روزہ
و زکوۃ کے واسطے کہا ہم نے اوسے
قبول کیا اور اب جو یہہ بات سبکے
من کنت مولاہ فرمائی ہے تو یہہ
آپ نے اپنی طرفسے فرمائی ہے یا خدا
کے حکم سے آنحضرت نے فرمایا خدا کے
حکم سے پس وہ خارجی کافر مسجد نبوی سے نکلکر اوسکے دروازہ کی چوکھٹ پر
کھڑا ہوا اور کہا کہ اے خدا اگر محمدؐ نے یہ بات تیری طرف سے کہی تو پس میرے اوپر پتھر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷ دو دو اور تین تین بار نازل ہوئی ہیں چنانچہ اتقان فی علوم القران سیوطی میں ہے
النوع الحادی عشر ما تکرر نزوله صرح جماعة من المتقدمین والمتاخرین بان من
القران ما تکرر نزوله قال ابن الحصار الایة تتذکیرا وموعظة وذکر من ذلک خواتیم
سورة النحل اول سورة الروم وذکر ابن کثیر منه آیة الروح
وذکر قوم منه الفاتحة وذکر بعضهم منه قوله ما کان للنبی والذین
امنوا الایة وقال الزرکشی فی البرهان قد ینزل الشیء مرتین تعظیما لشانه
وتذکیرا عند حدوث سببه خوف نسیانه ثم ذکر منه آیة الروح
وقوله اقم الصلوة طرفی النهار الایة قال فان سورة الاسراء مکیة
وسبب نزولها یدل علی انها نزلت بالمدینة الخ

حکم سے بس وہ خارجی کافر مسجد نبوی سے نکلکر اوسکے دروازہ کی چوکھٹ پر کھڑا ہوا اور کہا کہ اے خدا اگر محمدؐ نے یہہ بات تیری طرف سے کہی ہے تو میرے اوپر پتھر برسا لوگون نے کہا ہے کہ اوسکے سر پر پتھر گرا اور وہ منافق اوس پتھر سے ہلاک ہوا اور آیت سال سائل الخ نازل ہوئی انتہی محصلاً۔ اسکے علاوہ آنحضرت نے اپنے مرض موت مین حاضرین صحابہ سے خطبہ آخری مین فرمایا

فھل عسیتم ان تولیتم فی الارض و تقطعوا ارحامکم (سورہ محمد)	جب تم والی ہوگے تو زمین مین فساد ہی

پھیلاوگے اور قطع رحم کروگے انتہی محصلاً اس قصہ تلاوت آیۃ کو بکثرت مورخین و محدثین اور بالخصوص جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب مین لکھا ہے جس تاریخ کی صحت کے معترف مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب ہین جس سے ثابت ہوا کہ منافقین صحابہ پیغمبر کے بعض احکام اور رفض استخلاف سے بددل تھے مگر حضرات شیعہ غصب خلافت کا الزام جو شیخین پر لگاتے ہین جیسا کہ بعض علماے اہلسنت کے کلام کے قرینہ سے بہی پایا جاتا ہے مثلاً حضرت سفیان ثوری کا قول ہے

من زعم ان علیا کان احق بالخلافۃ منھما فقد اخطاء ابا بکر و عمر و المھاجرین والانصار۔ ازالۃ الخفا مقصد دوم صہ ۲۹	کہ جو شخص یہ گمان کرتا ہو کہ علیؑ خلافت کے احق تھے شیخین سے تو اوسنے بیشک ابوبکر و عمر و مہاجرین و انصار کا تخطیہ کیا۔ انتہی تو ایسا خیال محض بدگمانی

ہے اگر شیخین خلافت نہ لیتے تو طوائف الملوکی ہوجاتی۔ کیونکہ وارثان مقتولین بدر واحد و خندق و خیبر و حنین و تبوک شرف و فضلت و سلطنت بنی ہاشم سے بددل اور آمادہ فساد تھے۔ الغرض انہین خیالات سے بعض خیراندیش صحابہ کو جبارہ و عنید کے حملون کے انسداد اور دنیاوی ضرورتون کے لحاظ سے مجبوراً اجماع کا ایجاد کرنا پڑا اور تحصیل خلافت کے بعد اپنی تئین مجبوراً مستحق ظاہر کرنا پڑا اگر ایسا نہ کرتے تو عوام پر رعب و عظمت قائم نہوتی اور نیز اوس پیچ سے زوال خلافت کا بھی اندیشہ تھا اس ضرورۃ سے دروغ مصلحت آمیز سے کام لیا گیا جیسا کہ قنفذ غلام نے

جناب امیرؑ ہی سے اگر کہا تھا کہ آپکو خلیفۂ رسولؐ بلاتے ہیں تو آپنے جھڑک کر فرمایا کہ تم نے کسقدر جلد جھوٹ رسول پر بنالیا (از کنز العمال)

قصہ کوتاہ چونکہ کسی صاحب شریعت کی رسالت یا کسی نبی کی نبوت منجانب خلق نہین مانی گئی تھی نہ بذریعہ اجماع ثابت تھی اور رایان اجماع مین نہ کوئی معصوم تھا نہ اولیائی محفوظہ بلکہ اونمین بعض سزا یافتہ حدود شرعیہ بھی شریک تھے اور بعض زانی و شرابی بھی موجود تھے اور وہ سب اس دروغ مصلحت آمیز سے بھی ماہر تھے اور بعض صحابہ ایسے مجموعہ خاطیان کے اجماع اور خاندان رسالت سے انتقال سلطنت کو گناہ عظیم سمجھے ہوئے تھے لہذا اس اجماع کی مقبولیت کے بعد ایک گروہ اسلام کے دو مختلف العقیدہ فریق بنگئے۔ ایک نے جانشین غیر منصوص کے کیلئے مجموعہ خاطیان کے اجماع کو حصول مطلب کا ذریعہ اور بعض نے دفع الوقتی کی غرض سے بحیلہ حدیث لاتجتمع امتی علی الضلالۃ برحق اور نجات کیلئے کافی سمجھ لیا اور دوسرے فریق نے مطابق حدیث کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار اجماع کی مخالفت کی اور بموجب رسم قدیم خلیفہ منصوص کا معتقد رہا۔ اور جو بیعت بھی کی تو بتقیہ صرف جان و مال کی حفاظت کی نیت سے پس پہلا فریق ناصبی اور دوسرا شیعہ مشہور ہوا۔

خرابی اجماع اگر فرقہ نواصب کے کل اجماعات ایسے ہی مستحکم ہوتے۔ جیسا اجماع غیر منصوص کی خلافت کیلئے وہلہ اول مین مانا گیا تھا تو یہ ایجاد بھی اوس زمانہ کیلئے باعث فساد اور آیندہ نسلونکے واسطے قابل اعتراض نہوتا لیکن جس اجماع کو چاہا خلیفہ نے منظور کیا اور جسکو چاہا اوسے نامنظور کیا بلکہ بعض اجماع صحابہ کو گناہ اور اہل اجماع کو خاطی سمجھا گیا چنانچہ تاریخ الخلفاء سیوطی اور مشکوۃ شریف اور ازالۃ الخفا کے مقصد دوم صفحہ ۲۰ مین ہے کہ جب صحابہ امتناع قتل مانعین زکوۃ پر اجماع کر کے حضرت ابوبکر کے پاس سفارشی ہوئے جن مین حضرت سعد بن ابی وقاص و طلحہ و زبیر و عثمان غنی و جناب امیر علیہ السلام اور حضرت فاروق شریک تھے اور

اوسوقت حضرت عمر جو محسن خلیفہ تھے جنکی رجحان بیعت سے اکثر قبائل عرب نے بیعت اولی قبول کی تھی اونہون نے کہا اے خلیفہ رسول یہہ جدید الاسلام لوگ ہین انکی تالیف کیجئے پس اسپر حضرت ابوبکر نے فرمایا۔

اجبار فی الجاهلیة وخوار فی الاسلام | کہ تو زمانہ جاہلیت مین تو بڑا ظالم تھا اور اسلام مین تو بہت بڑا ذلیل ہے۔

اسیطرح لشکر اسامہ نہ بھیجنے پر جو اجماع ہوا اوسے بھی حضرت ابوبکر نے قبول نہ کیا بلکہ فرمایا کہ اگر ازواج پیغمبر کی ٹانگین معاذ اللہ کتے بھی گھسیٹین

لوجرت الکلاب بارجل ازواج النبی ماددت جیشا وجهه رسول اللّٰہ | تو بھی مین لشکر کو اودھر سے نہ پھیرونگا کہ جدھر رسول اللہ نے روانہ کرنیکی نیت فرمائی تھی۔

اسیطرح معزولی اسامہ کی درخواست پر حضرت ابوبکر نے حضرت فاروق کی ڈاڑھی اوچک کر پکڑ لی اسیطرح تمام بنی ہاشم اور اہلبیت رسول نے میراث کی تقسیم اور طلب خمس پر اجماع کیا تو وہ اجماع کرنے والے خاطی اور معتوب خلافت ہو گئے حتی کہ اونہی بناؤن پر بیت جناب سیدہ مین چند اصحاب کے قتال کا حکم دیدیا گیا اور قتل علیؑ کی نیت کی گئی جیساکہ انساب سمعانی اور مروج الذہب سے ظاہر ہے اور حضرت فاروق لکڑیان اور آگ لیکر خانہ سوزی سیدہ کیلئے آمادہ ہو گئے چنانچہ اس خانہ سوزی کا ذکر العقد مین جمع الجوامع کنز العمال قرۃ العینین ازالۃ الخفا الاکتفا تاریخ واقدی ابوالفدا طبری وتحفہ اثنا عشری وامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ وغیرہ مین موجود ہے پس اول تو خلافت اولی کا بنیادی پتھر ہی مخالفان اجماع کے نزدیک بنیاد شریعۃ کے خلاف رکھا گیا تھا دوم ہر ایک اجماع کو اجماع اولی کی سی قبولیت نہوئی جن اسباب سے اجماع کی ناپائداری اور اجماع اولی کا سازشی ہونا سب پر کہل گیا۔ پھر اوس زمانہ گزرنیکے بعد اجماع اولی کی بنائے فساد پر یہہ اور فساد ہوا کہ خلفاء راشدین کے بعد اوسی حیلہ سے سلاطین جائر ابھی خلافت رسول کے مالک اور اپنی تئین سچ مچ کا امام جاننے لگے اور رسم اونہین خلفاء جابر وجائر کو بھی لوگ اوسی عظمت کی نگاہون سے دیکھنے لگے

کہ جیسے مرسلین سابقہ کے آئمہ وخلفا منصوص ومعصوم دیکھے جاتے تھے جیسا کہ ابن تیمیہ کی وصیت کبری مین یزید بن معاویہ کی نسبت لکھا ہے۔

واقوام یعتقدون انہ کان اماما عادلا هادیا مهدیا وانہ کان من الصحابة او اکابر الصحابة وانہ کان من اولیاء اللہ تعالی فربما اعتقد بعضهم انہ کان من الانبیاء۔

کہ بہت سی قومین یزید کی نسبت یہہ اعتقاد رکہتی ہین کہ وہ امام عادل اور ہادی ومہدی تھا اور بعض کا یہہ اعتقاد ہے کہ وہ صحابہ بلکہ اکابر صحابہ سے تھا اور بعض کا اوس سے یہہ اعتقاد ہے کہ وہ اولیاء اللہ سے تھا اور بعض اوس کی نسبت یہہ اعتقاد رکہتے ہین کہ وہ انبیاء سے تھا انتہی محصلاً پس ایسے ایسے نالایق وبے اصل مناقب کی بنیادون پر فریق مخالف یعنی شیعہ نے اون جابر وجائر کی تہجین اور بانیان اجماع کی توہین اس جوش سے شروع کی کہ فرقہ نواصب تاب نہ لاسکا حتی کہ زبانی مجادلات کے بعد تلوار کی نوبت پہنچ گئی اور فرقہ نواصب نے خلافتون کی حمایت اور اپنے گروہ کی کثرت کے سبب اکثر مواقع ومحل پر نفوس شیعہ کے اہلاک واستیصال مین کوتاہی نہ کی مگر فریق مخالف ہر ہر مواقع پر مناظرہ ومشاجرہ مین فتح یاب ہوا لیکن جن نواصب کی زبانین اور تلوارین اجماع کی طرفدار اور اونکا دل اعتقاد امامۃ منصوص کا قائل اور معتقد چلا آرہا تھا انہون نے اپنی بعض کتب خاص مین ایسے مواد کثرت سے جمع کردیے کہ جن سے ہمارے بیان کی تصدیق ہوسکتی ہے

المختصر بنظر حفظ وجاہت وحکومت ظاہری فرقہ نواصب خارجی آلات وادوات سے اجماع کو استحکام دینے لگا حتی کہ اوسکو اصول مین داخل کرلیا جسکی ضرورت اس وجہ سے ہوئی کہ اجماع کے خارج کرنے سے خلفاء غیر منصوص غاصب ثابت ہوتے تھے۔ دوسری مجبوری یہہ پیش آئی کہ کثرت فتوحات کے سبب جاہل نومسلمون کا جم غفیر تازہ گرفتار بلا لاتعد ولاتحصی تھا اور اونکو

نفس الامر میں داخل اصول عقائد ہے نہ فروع میں - ہان بعض ضعیف الایمان
مگر مصلحت اندیش اور صلح کل علماء سابق نے بتوثیق حدیث الحرب خدعۃ فرع
مین ہونیکا اقرار کیا ہے تاکہ خصم اسکو غیر ضروری جانکر بحث ترک کرے اور کارنامہائے
شیخین برملا نہون مگر پچھلی نسلون کے سلسلے زمانہ دراز اور فریب عظیم کے سبب
اس رازکو بہول گئے -

جیسا جبر و قدر کا مسئلہ بے تمیز مشہور رہے دنیا پرست علما اسنے اجماع
کی بہی وہی گت بنائی ہے یعنی ہمارے گروہ کے بعض علماء نے اجماع کی ایسی تعریفات
اور فضائل لکھے ہین کہ اگر کتاب خدا سے اونکو منسوب کیا جائے تو بجا ہے اور
پہر اون تعریفات پر حصر نہ کرکے پاخانہ مین پہینکنے والی چیز کو اصول اسلام مین
داخل کرلیا ہے اور بعض نے اجماع کی وہ توہین کی ہے کہ جس سے خود اجماع
اور اجماع کرنیوالون کی عظمت باقی نہین رہتی مثلاً امام نووی نے شرح
مسلم مین امام احمد حنبل کا قول لکھا ہے

من ادعی الاجماع فھو کاذب و
الاجماع لیس بحجۃ و مالا یعلم
فیہ خلافاً فلیس اجماعاً (من قولی
الشافعی)

کہ جسنے اجماع کا دعوی کیا وہ جہوٹا
ہے یعنی کسی فعل پر کبہی اجماع کامل
نہین ہوا - اور مولوی نواب
صدیق حسن خان بہوپالی نے سیر النبلاء
مین بحوالہ رسالہ جدیدہ امام شافعی موصوف کے دو قول لکھے ہین جنکا
مطلب یہ ہے کہ اجماع اسلام مین حجت شرعی نہین اور دوسرے قول کا مطلب
یہ ہے کہ جس اجماع کے انعقاد کے قبل کا خلاف نہ معلوم ہو تو وہ اجماع حجت شرعی
نہین ہے پس شافعی کے اس قول سے اجماع خلافت اولی کا پورا استیصال
ثابت ہے کیونکہ انعقاد اجماع کے قبل کا اختلاف کتب اہلسنت سے ثابت نہین
اسیطرح اور اصولیین اہلسنت نے اجماع کی ہجو کی ہے مثلاً کتب فقہ مین ہے
الاجماع لا ینسخ ولا ینسخ اور مولوی ابو الحسن سیالکوٹی نے اپنی کتاب

الکلام المبین مین لکھا ہے کہ۔

لا یتم اجماع الصحابۃ باختلاف التابعی | کر تابعی کے اختلاف کرنیکے سبب صحابہ

کا اجماع کامل نہین سمجھا جاسکتا ان تصریحات سے صاف ظاہر ہے کہ بیعت خلافت اولی پر اجماع کامل نہین ہوا کیونکہ خود صحابہ اور بالخصوص جگر گوشگان رسول اور تمام بنی ہاشم نے اختلاف کیا اور جب تابعین کی نوبت پہنچی تو اونمین بہی بکثرت افراد نے اختلاف کیا الغرض ہماری تحقیق مین تقیہ باز نگر مصلحان قوم و معینان اسلام نے امامت کے فرع مین داخل ہونیکا اقرار زبانی کیا ہے اور دل سے ہمیشہ امامت کے اصول عقائد مین داخل ہونیکے قائل رہے اور اسی اعتقاد پر چلے آتے ہین چنانچہ یہ اوسی عقیدہ کا اثر جبلا تک مین بہی ہے کہ دشمنان اسلام و منکران توحید و رسالت و قیامت سے انکے میلی نہین کرتے ہین لیکن منکران امامۃ شیخین سے لاٹھی پونگا جلسازی و مقدمہ بازی و دغا و فریب و بغض و فساد کرنا حلال جانتے ہین چنانچہ اخبارات زمانہ سلف اور حال کے اخبارات و رسالہ جات سے ظاہر ہے پس اس قوم کی توجہ کامل سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ انکے اصول اسلام مین کوئی اصل ہے تو صرف اجماع بیعت اولی ہے اور باقی توحید و رسالت و قیامت سب فرع مین داخل ہین۔

مذہب اہل سنت مین امامت کے اصول عقائد مین داخل ہونیکے دلائل

فی الحقیقۃ شرایع سابقہ کے خلفا معصوم ہوتے تھے اور معصوم وہ ہوتے تھے جو منصوص ہوتے تھے چنانچہ بعض خلفا منصوص و معصوم کی فہرست ہم سید علی ہمدانی کی مودۃ القربیٰ سے پیش کرتے ہین جسکی عبارت بقدر ضرورت یہ ہے۔

قال یا سلمان بعدہ ری صن | کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے سلمان تو اوصا

الا وصیاء قلت اللہ ورسولہ اعلم قال ادم وصیہ شیث وکان افضل من ترکہ بعدہ من ولدہ وکان وصی نوح سام وکان افضل من ترکہ بعدہ وکان وصی موسیٰ یوشع وکان افضل من ترکہ وکان وصی سلیمان آصف بن برخیا وکان افضل من ترکہ وکان وصی عیسیٰ شمعون بن فرخیا وکان افضل من ترکہ بعدہ۔

کو جانتا ہے سلمان نے کہا اللہ و رسول جانتے ہین آنحضرت نے فرمایا آدم کے وصی شیث علیہ السلام تھے اور جن کو آدمؑ نے چھوڑا تھا اون سب سے حضرت شیث افضل تھے اسی طرح حضرت نوحؑ کے وصی حضرت سام اور حضرت موسیٰؑ کے یوشع بن نون اور حضرت سلیمان کے آصف برخیا اور حضرت عیسیٰ کے شمعون بن فرخیا تھے اور یہ سب اپنے زمانہ وصایت مین سب سے افضل ہی تھے انتہی

پس یہان لفظ افضل سے مراد عصمت ہے کیونکہ اگر عصمت نہو تو تمام سے افضل ہونا معلوم کیونکہ صدور گناہ پر اوس سے آیندہ اجتناب کرنے والے تو بکثرت ہوتے ہین مگر ایسے ہی نہین ہوتے کہ اونسے کبھی گناہ ہی نہوا ہو۔ یہہ خاصہ معصوم ہی کا ہوسکتا ہے کہ اوس سے عمداً و سہواً خطا تک نہو اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے صاحبان عصمت کی یہ تعریف فرمائی ہے کہ وہ لوگ حکم خدا پر سبقت نہین لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون کرتے اور جو اونکو حکم ہوا ہے وہی کرتے (سورہ انبیا) لا ینال عھد الظالمین (سورہ بقر) ہین اور دوسری جگہ فرماتا ہے کہ عہدۂ نبوت ظالمون کو نہین ملتا۔ اور تجربہ اور مشاہدہ سے بھی ثابت ہے کہ جب خلق اللہ کسی کو گنہگار و ناپارسا پاتی ہے تو اوسکی تقلید و اتباع بامید مفاد معاد نہین کرتی اور نہ کوئی بے ریا خدا پرست مرشد کسی ناپرہیزگار و غیر متدین مرید کو اپنا جانشین کرنا چاہتا ہے پس ان بدیہی مشاہدات سے ظاہر ہے کہ شرائع

سابقہ کے خلفاء معصوم ہوتے تھے اور معصوم ہونے ہی کی وجہ سے منصوص ہوتے تھے نہ اسکے برخلاف اس دلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ شرایع سابقہ میں بھی مسئلہ امامۃ اصول عقائد مین داخل تھا اور اگر داخل نہوتا تو انسداد گمراہی کے لئے ایک پیغمبر دوسرے آنے والے پیغمبر کی بشارت نہ دیتا کیونکہ جب اقرار امامت اور اتباع امام پر مدار نجات نہ تھا تو پھر بھی آیندہ کی بشارت لغو ماننی پڑیگی چونکہ فعل خدا اور فعل مامور من اللہ عبث نہین ہوتے لہذا معلوم ہوگیا کہ حکمت بشارت مشیر نجات تھی جو ہر وصی اپنے وصی آیندہ یا مرسلین آیندہ کی خبر دیتا تھا تاکہ اس سے گذشتہ و آیندہ کی تصدیق بھی ہو جائے اور خلق خدا مین فتنہ و فساد نہو اور اونکی عاقبت بھی نہ بگڑنے پائے پس حکمت بشارت سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کے اوصیاء معصوم و منصوص ہوتے تھے جس سے ظاہر ہوا کہ امامۃ و وصایت کا عقیدہ ہر معتقد پیغمبر کا ہوگا۔

دلیل دوم مسئلہ امامت اگر اصول عقائد مین داخل نہوتا تو امت مرحومہ تمام انبیا و مرسلین پر ایمان لانیکی مکلف نہوتی پس ثابت ہوگیا کہ جب ہر صاحب شریعت اور اونکے خلفاء موسوم بانبیاء پر بقید عصمت ایمان لانا شرط اسلام ہے اور فرقہ اہلسنت اسلام کا مدعی ہے تو اونکے یہان بھی مسئلہ امامت ضرور اصول عقائد مین داخل ہے۔

دلیل سوم یہہ کہ جب خالق مطلق نے بسیاق آیت یوم ندعوا کل اناس بامامھم کسیکو بے امام نہین پیدا کیا۔ اور پیغمبر خدا نے بھی اپنی مسجد و فوج تک کو کبھی امام بغیر نہ رکھا اور نہ صحابہ بغیر امام رہے تو اہلسنت جو اتباع صحابہ و پیغمبر کے مدعی ہین اونکے اصول عقائد مین امامت کا داخل نہونا چہ معنی دارد۔

تنبیہ۔ تمام فرق اسلام کا عقیدہ ہے کہ پیغمبر خدا افضل المرسلین ہین اس بنا پر اونکے خلفا کا بھی شرایع سابقہ کے خلفاء و اوصیا سے افضل ہونا ضرور ہے ورنہ کمال افضلیت مین نقص رہیگا تو خدا کے فضل سے اونکی افضلیت و عصمت

دونون ثابت ہے کیونکہ اون اوصیاء کی خلافتین اخبار کثیرہ مشہورہ سے منصوص نہین اور شیخین کی اجماع سے جسکا درجہ ہر زمان مین تواتر کی مقدار سے بڑھا ہوا ہے اسیطرح اگر شریعۃ سابقہ کے خلفاء و اوصیاء کو عصمت بنوت حاصل تھی تو شیخین کو عصمت اجماعی چونکہ یہ مسئلہ جدید علم کلام کا ہے جس سے اکثر طبایع ناواقف ہونگے لہذا اوسکی وضاحت تا بمقدور کر دیتے ہین اور باقی تفصیل کو صاحبان علم کے فہم پر محول کرتے ہین۔

صفات عصمت اجماعی مع مثال

مذہب اہلسنت مین انبیاء و مرسلین کی عصمت باتفاق اس طرح نہین مانی گئی ہے کہ معاذ اللہ وہ صغیرہ و کبیرہ سے معصوم تھے یا خدانخواستہ وہ تبلیغ احکام خدا مین غلطی نہ کرتے تھے یا عیاذاً باللہ وہ قبل بعثت کافر نہ تھے چنانچہ ایسے اعمال و افعال ہونیکے ثبوت تو بکثرت کتب عقاید وغیرہ مین بشرح و بسط موجود مین چنانچہ شرح مسلم الثبوت صفحہ ۳۵۹ مین بحر العلوم نے لکھا ہے۔

ولا تصغ الی قول من یقول ان الانبیاء کیف یخطئون فی احکام اللہ تعالی فان ھذا القول قد صدر من شیاطین اھل البدع کالروافض وغیرھم الم تر اھل الحق من اھل السنۃ والجماعۃ القامعین للبدعۃ کثرھم اللہ تعالے یجوزون علی الانبیاء الخطأ کما ظہر فی اساری بدر من سید العالم صلواۃ اللہ وسلامہ

تم اوس شخص کی بات نہ مانو جو یہہ کہتا ہے کہ انبیاء کیونکر خطا کر سکتے ہین احکام خدا مین بیشک یہہ قول شیاطین اہل بدعت سے صادر ہوا ہے جیسے روافض وغیرہ۔ کیا تو نے اہل حق یعنی اہلسنت وجماعت جو قامع بدعت ہین اونکو نہین دیکھا کہ وہ انبیاء سے خطا کو جائز جانتے ہین جیساکہ آنحضرت سے اسیران بدر کے بارے مین خطا ہوئی اور ایسی ہی

علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین وکیف وقع من داؤد علیہ السلام فی الحرث وفی الحکم لاحد المرأتین مع کونہ للاخر کما ھو مشروح فی الصحیحین

خطا حضرت داؤد علیہ السلام سے ایک کھیت کے معاملہ مین ہوئی اور ایسی ہی خطا دونون عورتون کی کے باب مین اونسے ہوئی جیسا کہ صحیحین مین مشرح مذکور ہے انتہی محصلاً۔

اور قبل بعثت کافر ہونیکے بارے مین فخر رازی کی تفسیر کبیر جلد آٹھہ صفحہ ۶۰۲ مین ہے - اعلم ان بعض الناس ذھب الی انہ کان کافرا فی اول الامر ثم ھداہ اللہ وجعلہ نبیا قال الکلبی وجدک ضالا یعنی کافرا فی قوم ضلال فھداک للتوحید وقال السدی کان علی دین قومہ اربعین سنۃ -

بعض لوگ اسطرف گئے ہین کہ آنحضرت پہلے کافر تھے پھر خدانے اونکی ہدایت کی اور نبی بنایا امام کلبی نے کہا کہ وجدک ضالا سے مراد خدا یہ ہے کہ آنحضرت قوم گمراہ مین کافر تھے پس خدانے توحید کیطرف ہدایت کی اور امام سدی نے کہا کہ آنحضرت چالیس سال تک اپنی قوم کے مذہب پر تھے انتہی محصلاً -

ان تصریحات سے ثابت ہوگیا کہ روافض کے پیغمبر و ائمہ کیطرح ہمارے پیغمبر معصوم نہین ہوا کرتے ہان اس بات مین ضرور معصوم ہوتے ہین کہ وہ نزول احکام خدا کے دعوی مین جھوٹے نہین ہوتے نہ عمداً کسی کی فضیلت بیان کرتے ہین نہ سہواً حق عباد کا اتلاف کرتے ہین اور حضرات شیعہ جو اپنے ائمہ کی خلافت کو منصوص بتاتے ہین اور افضل المرسلین کی خلافت کی بنیاد پر اپنے ائمہ کی عصمت بھی مرسلین کی سی عصمت بتاتے ہین - تو اونکا یہ دعوی محض غلط ہے کیا معنی کہ ضرورۃ عصمت مرسلین تبلیغ احکام خدا سے متعلق ہوا کرتی ہے تو وہ ائمہ شیعہ سے متعلق نرہی بلکہ وہ آنحضرت کی وفات کے قبل ہی ختم ہو چکی تھی یعنی آیہ اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کے نزول کے بعد

پھر کوئی آیت نازل نہین ہوئی اسی وجہ سے عصمت مرسلینی بھی آپسے سلب
ہو چکی تھی چنانچہ اس دعوی کا ثبوت یہ ہے کہ جب آنحضرت نے صحابہ سے فرمایا
جہزوا جیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف عنہا تو عصمت مرسلینی کے
سلب وزوال کے غم اور عصمت آیندہ کے حصول کے تردد مین ہر شخص تھا اس
وجہ سے آپکے اس ارشاد کی تعمیل نہ کی گئی - اسیطرح جب آنحضرت نے اپنے مرض
موت مین صحابہ سے فرمایا ایتونی بدوات الکتب لکم کتابا لن تضلوا
بعدی ابدا تو اسکی بھی تعمیل نہ کی گئی بلکہ اسکے جواب مین بکثرت صحابہ اور
بالخصوص حضرت فاروق نے کہا تھا ان الرجل لیھجر حسبنا کتاب اللہ
عندنا جیسا کہ کتب فریقین مین درج ہے اور جو بالفرض حضرات شیعہ
اپنے ائمہ کے لئے عصمت نبوت جیسی عصمت تجویز کرین تو بفضلہ عصمت اجماعی
کے مقابلہ مین عصمت نبوت کچھہ مال نہین ہے ان دونون مین کاہ وکوہ کا
فرق ہے کیونکہ عصمت نبوت مقید و مقلد ہے اور عصمت اجماعی مجتہد اور مقتدا
ہے — عصمت نبوت مطیع و تابع ہے اور عصمت اجماعی مطاع شریعت
پس اس مین اور اوسمین آفتاب اور ذرہ کا تناسب ہے وہ باجبار احاد
ہے اور یہ باختیار اجماع وہ بیکار یہہ باکار - کیونکہ عصمت اجماعی حسب
موقع و ضرورۃ احکام خدا و رسول مین تغیر و تبدل و اسقاط و حذف و کمی
و بیشی و ایجاد و اختراع و نسخ و فسخ کر سکتی ہے اور عصمت نبوت کو یہ اقتدار
میسر نہین چنانچہ عصمت اجماعی کے اقتدارات کثیرہ سے صرف دو مثالین پیش
کرتا ہون جنکا اتباع تمام خلفاء و ائمہ اہلسنت نے کیا اور جب ضرورۃ ہوئی
تو اونہون نے احکام خدا کے تغیر و تبدل وغیرہ مین اونکے علاوہ بھی تغیر وغیرہ
کیا اور اہلسنت سب کو برحق جانتے ہین - اور جو برحق نہین بھی جانتے تو اون
معارضات کو کفر بھی نہین مانتے جس سے اتفاق ثابت ہے -

مثال اول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آیت یوصیکم اللہ فی

اولادکم الخ کے خلاف ورثاء پیغمبر کا ترکہ ساقط کردیا چونکہ آپنے آیت کی عمومیت کا اسقاط و حذف باقتدار عصمت اجماعی کیا تھا اس وجہ سے اوسکو تمام صحابہ و خلفاء اور اونکی تابعین نسلون نے قبول کیا اور آجتک وہ حذف و اسقاط عمومی جائز ناجاتا ہے اور اسی بنیاد پر اصول تفسیر اور اصول فقہ مین تعمیم کی تخصیص اور تخصیص کی تعمیم کو جائز لکہا ہے۔

مثال دوم جناب موصوف نے آیت واعلموا انما غنمتم من شئے فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی کے خلاف اہل بیت رسول اور تمام بنی ہاشم کو خمس دینا موقوف کردیا جسکی گواہ کتب صحاح و شروح صحاح وغیرہ مین اور ہدایہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فقراء بنی ہاشم کو بھی خمس نہ دیا اور باوجود نسخ حکم خدا کے جناب موصوف کی نسبت کوئی الزام قائم نہین ہوا کیونکہ عصمت اجماعی آپکی محافظ ایمان و اسلام ہے۔ اور انکے اتباع یعنی اہلسنت کا خدا و رسول کی نسبت مجتہد ہونیکا بھی عقیدہ ہے لہذا النص المجتہد قد یخطی وقد یصیب مشیر نجات ہے۔

مثال سوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بعض صحابہ پر رجم فرماکر آیہ رجم کو قرآن مین داخل نہ کیا چنانچہ فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۳۰۶ مین جہان آیہ رجم کی تحقیق ہے وہان زید بن اسلم سے روایت ہے۔

ان عمر خطب الناس فقال لاتشکوا فی الرجم فانہ حق ولقد ہممت ان اکتبہ فی المصحف فسالت ابی بن کعب فقال الیس انتی انا استقرئہا رسول اللہ صلعم فدفعت فی صدری وقالت استقرئہ

حضرت عمر نے بطریق خطبہ فرمایا رجم مین شک نہ کرو کیونکہ وہ حق ہے اور مینے یہ قصد کیا تھا کہ آیہ رجم کو قرآن مین لکہدون لیکن القاف ابی بن کعب سے پوچھا گیا تو اونہون نے کہا کہ ہم رسول خدا سے آیہ رجم پڑہ رہے تھے (تو اے عمر نے تم نے

ایة الرجم وهم یتسافدون تسافد الحمر رجاله ثقات وفیه اشارة الی بیان السبب فی رفع تلاوتها (الی ان قال) فقال عمر الا تری ان الشیخ اذا زنی ولم یحصن جلد وان الشاب اذا زنی وقد احصن رجم فیستفاد من هذا الحدیث السبب فی نسخ تلاوتها۔

میرے سینہ مین مارا اور کہا آنحضرت سے تم آیہ رجم پڑہ رہے ہو حالانکہ صحابہ مثل حمار کسافد کرتے ہین یعنی جیسے گدہے بغیر شرم ولحاظ گدہی پر چڑہتے ہین ویسے ہی یہہ بہی کرتے ہین (صاحب شرح لکہتے ہین کہ) اس حدیث کے راوی ثقہ ہین اور اس حدیث مین آیہ رجم کی تلاوت کی موقوفی کا اشارہ ہے (یہانتک کہا) عمر نے (کسی اور یا اوسی موقع پر) کہ تو کیا نہین دیکہتا کہ بڈہا جب زنا کرے اور محصن نہو تو درہ لگایا جایگا اور جب جوان زنا کرے تو اوسپر رجم ہے (ابن حجر عسقلانی کہتے ہین کہ) اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ آیت رجم کی تلاوت کے منسوخ ہونے کی یہی وجہ ہے انتہی محصلاً۔

ظاہر ہے کہ جب بکثرت روایات سے ثابت ہے کہ صحابہ اسکی تلاوت کرتے تھے اور آنحضرت سے سیکہتے تھے اور حضرت فاروق کو بھی اسکا علم تہا کہ آیت رجم یعنی الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموهما البتة قرآن کی آیت ہے اور آنحضرت نے اور خود نے بہی رجم کیا تہا تو اسکو داخل قرآن کرنا چاہئے تہا لیکن بمصلحت رواج زنا آیت رجم حضرت فاروق نے داخل قرآن نہ کی تو یہہ اقتدار عصمت اجماعی کا تہا ورنہ اگر کسی اور ملت مین ایسا کیا جاتا تو وہ کرنے والا ضرور مرتد قرار پاتا لیکن یہ شرف اللہ نے صرف مذہب اہلسنت ہی کو بخشا ہے حتی کہ اختلاف امتہ بہی رحمت ہے۔

تنبیہ ایسے ہی اقتدارات کی بنا پر صاحب تحفہ اثنا عشریہ نے حدیث تشبیہ کی بحث مین لکہا ہے آنقدر احادیث دالہ بر تشبہ با ہنیاد کہ در حق شیخین

مروی وثابت است کہ درحق ہیچک ازمعاصرین الشیان ثابت نیست ولہذا محققین صوفیہ نوشتہ اند کہ شیخین حامل کمالات نبوت بودند وحضرت امیر حامل کمالات ولایت انتہی بلفظہ آمنا و صدقنا

مثال چہارم مخالفان اسلام سے بالعموم مقاتلہ کی ممانعت مین بکثرت آیات ہین جن مین سے چند یہان پیش کیجاتی ہین جنکا حاصل یہ ہے۔ خدا کی راہ مین

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لایحب المعتدین ۔ و لاینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین ۔ و لایجرمنکم شنان قوم علی ان لاتعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی۔

اون لوگون سے لڑو جو تم سے لڑتے ہین اور اوس حد سے آگے نہ بڑہو اللہ حد سے بڑہنے والون کو پسند نہین کرتا و جو لوگ تم سے مذہبی لڑائی نہین لڑے اور نہ تمکو اونہون نے گہر سے یعنی وطن سے نکالا تو اونکی نسبت تمکو خدا اس بات سے منع نہین کرتا کہ تم اونکے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کرو تاکہ وہ تمسے بیزار ہون یا تم اونکے ساتھ انصاف نہ کرو بیشک اللہ انصاف کرنے والونکو دوست رکھتا ہے و کسی قوم کی دشمنی تمکو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف ترک کردو نہین ضرور عدل کرو کیونکہ عدل تقوی سے بہت قریب ہے انتہی محصلاً

آیہ اول مین لڑنے والون سے لڑنیکی اجازت ہے نہ دور دراز ممالک کے خانہ نشینون سے آیہ دوم سے مستفاد ہوتا ہے کہ جن کفار نے تمکو جلا وطن نہین کیا اور نہ تم سے مذہبی لڑائی لڑے تو اونسے نہ لڑو بلکہ اونکے ساتھ عدل و انصاف کا برتاو کرو۔ آیہ سوم سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر قوم کے حق مین انصاف کرو وہ قوم خواہ موافق ہو یا مخالف اسلام پھر ان احکام

عمل کرنے والون کیواسطے بشارت خوشنودی اور ترغیب وتحریص بہی ہے لیکن ان آیات کے منشاکے خلاف توسیع سلطنت کی خواہش نے حضرت فاروق سے بکثرت بلاد وولایات پر یورش کرائی جسکے سبب لاکہون مسلمان وغیر مسلمانون کی جانین اور ملک ومال ومویشی تلف ہوے اور خدا جانے کسقدر مومنات وغیر مومنات رانڈین ہوئی ہونگی اور کتنے بچے یتیم ہوے ہونگے اور کتنے ناحق اسیر ہوے ہونگے اور کتنے خانہ برباد خانہ بدوش ہوے ہونگے - اور جن عربون کے قوانین وضوابط کے مطابق مان بہن خالہ بہی سب حلال تہین جسکی ممانعت کے واسطہ آیہ حرمت علیکم امہاتکم الخ نازل ہوئی - اون بیباکون سے مفتوحہ مستورات کی کیونکر عصمت بچی ہوگی چنانچہ زوجہ مالک بن نویرہ کا قصہ سبکو معلوم ہے اگر کثیر المقامات وبعید المسافات پر صرف باربرداریون کی فراہمی کے ظلمونپر غور کیا جائے تو اونکا شمار نہین ہوسکتا۔

۱۸۵۷ء کا غدر جن نفوس پر گذرا ہے اونکے دلون سے پوچھو کہ کیا کیا گذر گئی لاکہون بیخطا خانہ نشین مارے گئے لاکہون فاقون سے مرگئے ہزارون عورتین بیعزتی وبے پردگی کی غیرت سے کوؤن اور نالابون مین گر کر مرگئین اور جو مقابلہ مین مارے گئے وہ اسکے علاوہ تھے پہر یہہ غدر ہندوستان کے چند ہی مقامات پر تہا دوم انگریزون کے مقابلہ پر کوئی سلطنت نہ تہی بلکہ اونہین کی سپاہ کے چند بچے بدمعاش تھے جو گھر جانے کی حالت مین مقابلہ کرتے تھے ورنہ اکثر بہاگ ہی جاتے تھے اور حضرت فاروق کے معرکے سلاطین ابن السلاطین سے تھے جہان فوج وخزانہ وباربرداری اور قلعے سب ہی کچھ تھے پس کسقدر جانین تلف ہوکر یہ فتوحات ہوئی ہونگی پھر اہل فرنگ مہذب وتعلیم یافتہ نرم پالیسی کی قوم اور وہ جنگلی وحشی عرب اونہون نے کیا کچھ نہ کیا ہوگا مگر حضرت فاروق کی عصمت اجماعی محافظ اسلام وایمان بھی اسوجہ سے اونکی نسبت اون مظالم کا کوئی الزام نہین دلیسکتا بلکہ بفضلہ ہم اونکو محسن اسلام سمجھتے ہین - اور جب مصر مین جاتے ہین تو قسم یا عمر کا نعرہ لگاتے ہین

دفع دخل

ہمارے بعض معاند بہائی اس دلیل کو اعتراض سمجھکر فرمائینگے کہ جب بعض آیات مثل فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم موجود ہین تو پھر حضرت فاروقؓ کی تمام جنگون کو اسلامی جنگ ماننا پڑیگا اور جو آیات قتال کو آیات مانع قتال یا کفار کا معارض بتایا جائیگا تو جہاد جو قیامت تک فرض اور رکن اسلام ہے اوس سے انکار لازم آئیگا جو صریح کفر ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ معاذ اللہ ہم اور حضرت فاروقؓ پر اعتراض یہ تو صرف بہتان ہے لیکن تمام آیات کے شان نزول اونہی مواقع کے واسطے ہین کہ جیسے بعض کفار نے آنحضرت باصحابہ کو جلاوطن کیا یا بعض کفار نے قابو پاکر کسی مسلمان کو قتل کر دیا یا جیسے بعض کفار نے پیغمبر خدا سے تعلیم قرآن و ارکان اسلام کے بہانہ سے بعض صحابہ ہمراہ لیا اور پھر اونکو قتل کرایا یا حارثؓ بن عمرو قاصد رسولخدا کو جو بصرہ جا رہے تھے اون کو شرجبیل امیر قیصر روم نے قتل کرایا تہا اور پھر آنحضرت نے سریہ موتہ مین بسرداری زید بن حارث تین ہزار صحابہ کو بھیجکر بدلا لیا یا عبداللہ بن ابی سرح برادر رضاعی عثمان غنی کو جو کتابت قرآن مین تحریف کرتا تھا اور پھر آنحضرت نے اوسکا خون ہدر کر دیا تھا اور ایسے مرتد اور کئی تھے کہ جنکا خون ہدر تھا اور انکا ایک کعبہ کے پردہ مین لپٹا تو وہین قتل کر دیا گیا یا وہ حلیف وبدعہد کہ جنہون نے بعض مسلمانون کی جان و عزت بسر و علی ضایع کی تہین پاکر انکو تھے پس ان حرکات کے معاندین کے واسطے اللہ تعالی نے حکم دیا تھا فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم یعنی مشرکین کو جہان پاؤ قتل کر دو نہ کہ ہر مشرک کو۔

اور جو آیات قتال سے منشاء خدا و رسول یہی فرض کیا جائے یعنی فاقتلوا المشرکین الخ تو حضرت فاروقؓ نے ایسا بھی نہین کیا کہ اون مشرکین و کفار کے بلاد و ممالک لیکر سب کو قتل ہی کر ڈالا ہو۔ بلکہ اون مفتوحہ ممالک کے ہزاروں

مسلمان ہوئے اور لاکہون ذمی بنتے رہے اور جو کہا جائے کہ حضرت فاروق کی شجاعت وجرات ایسی تہی کہ وہ سلطنتون کو مطیع اسلام بنائے بغیر اور اسلام پہیلائے بغیر نہ رہ سکتے تہے تو اس خدمت کی سخت ضرورت حیات پیغمبر خدا مین تہی اور حضرت فاروق غزوات وسرایا مین جاتے بہی تہے لیکن اکثر جہادون سے آپکا جان بچا کر بہاگنا تو سنا اور دیکہا گیا لیکن کسی کافر کا قتل یا کسی لڑائی کا جیتنا نہین سنا گیا چنانچہ جنگ احد کی فراری کی نسبت بخاری شریف مین قتادہ سے مروی ہے وہ کہتے ہین کہ

وانہزم المسلمون وانہزمت معہم فاذا انا بعمر بن الخطاب فی الناس فقلت ماشان الناس فقال امر اللہ	کہ جنگ احد سے جب صحابہ بہاگے اور مین بہی بہاگا تو اون فراریون مین حضرت فاروق بہی تہے مینے عمر سے کہا کہ اے

میان یہ کیا ہوا تو اونہون نے کہا کہ خدا کی مرضی یعنی ہم کیا کرین انتہی محصلاً"۔
اور تفسیر کبیر فخر رازی مین ہے۔

ومن المنہزمین عمر الا انہ لم یکن من اوائل المنہزمین	کہ احد کے بہگوڑون مین حضرت فاروق بہی تہے لیکن وہ سب سے پہلے نہین بہاگے

تہے۔ اور در منثور سیوطی تفسیر آل عمران مین ہے۔

قال لما کان یوم احد ہزمنا ففررت حتی صعدت الجبل ولقد رأیتنی انزوا کانی اروی	عمر نے کہا کہ جنگ احد سے مین بہاگا تو پہاڑ پر چڑہ گیا اور وہان مینے دیکہا تو مین اسطرح اوچکتا بہاگ رہا تہا جیسے پہاڑی

بکری۔ اور ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۲۹۵ مین حاکم سے مروی ہے جناب علیؑ نے فرمایا

سار رسول اللہ صلعم الی خیبر فلما اتاہا بعث عمر وبعث الناس الی مدینتہم او قصرہم فقاتلوہم فلم یلبثوا ان ہزموا عمر واصحابہ فجاؤا یجبنونہ ویجبنہم اخرجہ الحاکم	رسول خدا خیبر کی طرف تشریف فرما ہوئے تو حضرت عمر کو ایک لشکر کی امارت دی جنکا بہرہ شہر ومکانات خیبر کیطرف تہا بس ابہی قتال کی نوبت نہ آئی تہی کہ حضرت فاروق بہاگے اور اونکے

ماتحت دوست بہی بس ٹہکانہ پر پہنچے تو یہہ اپنے ماتحتوں کو نامرد کہتے تھے اور وہ ماتحت حضرت فاروق کو نامرد بتاتے تھے واللہ اعلم بالصواب انتہی محصلاً۔

اسکے علاوہ حنین و تبوک مین سے تمام ہمراہی صحابہ کی فراری جنمین حضرت فاروق و سیف اللہ وامین الامۃ سب ہی تھے اگرچہ یا اصحاب الشجرہ و یا اصحاب البقرہ کرکے حضرت عباس نے ندائین دین مگر جان جوکہون کے وقت کون کسی کی سنتا ہے یہہ جاوہ جا بس جب خدا نے پہیرا تو پہر آئے اسی طرح حبیب السیر مین ہے کہ سریہ وادی الرمل پر عمرو عاص سردار لشکر بنائے گئے اور حضرات شیخین وغیرہ ماتحت اور بر اوقت پڑتے ہی سردار اور لشکر دونون یہہ جاوہ جا تہی کہ مدینہ منورہ مین آکر دم لیا الغرض کسی غزوہ یا سریہ مین دشمنان پیغمبرؐ سے حضرت فاروق کا قتال کرنا اور کسی کافر کو قتل کر ڈالنا ثابت نہین اسی وجہ سے آپکا زخمی ہونا بھی ثابت نہین کیونکہ کس بباید بجنگ افتادہ اگر کسیکو قتل کرتے تو کوئی انپر بھی وار کرتا اور نہ یہ بات صحاح وغیرہ سے ثابت ہے کہ حضرت فاروق نے زمانہ پیغمبرؐ مین کسی بت خانہ کو توڑا ہو ہان حضرت سیف اللہ اور حضرت مغیرہ بن شیبہ سے یہہ جراتین ثابت ہین بلکہ حضرت فاروق سے تو خود پیغمبرؐ خدا نے کعبہ کا بت خانہ توڑنے کو فرمایا مگر غالبا فساد قومی کے سبب سے آپنے صنم خانہ توڑنیکی جرات نہ کی (دیکھو شروح صحیحین وغیرہ)

اور جو کہا جائے کہ حضرت فاروق اشاعت اسلام کے دل دادہ تھے تو مثل مشہور ہے کہ پوت کے پاؤن پالنے ہین دکہائی دیتے ہین زمانہ پیغمبرؐ مین آپنے ایک حلیف موضع کے لوگون کو بھی مسلمان نہین کیا جو اوس زمانہ مین مطیع اسلام ہی نہین بلکہ مسلمان سمجھے جاتے تھے اور فتوحات پیغمبرؐ کے بلاد و حدود یہہ ہین۔

حد شرقی صور۔ مسقط۔ عمان۔ القطان۔ القارہ۔

حد غربی یمن۔ حجاز۔ مکہ۔ حجفہ۔ جدہ۔ نجران۔ وادی قری۔ خیبر۔ تقار ایلہ

حد شمالی۔ بنی اسد۔ بنی طی۔

حد جنوبی حضر موت۔ محا۔ مصیر۔

وسط عرب طائف۔ یمامہ۔ دراعہ۔ امیر۔

پس معاند صاحب بتائین کہ ان فتوحات پیغمبر مین سے حضرت فاروق نے کون گانون فتح کرکے یا بعد فتح اپنی تعلیم وتفہیم سے بزمانہ رسول مسلمان کیا تہا۔

اصل حقیقۃ یہ ہے کہ زمانہ قلیل مین باقبال رسالت پناہی فتوحات کثیر ہوئین اور ان مفتوحہ مقامات کی رعایا و برایا پیغمبر خدا کی صداقت اور انصاف اور عمدگی انتظام و استحکام آسائش کے قوانین سے واقف تہین جس کی شہرت عرب کے پڑوسی بلاد و ولایات تک مین ہوچکی تہی پس اوسی ہوا سے بات بنگئی اور وسعت زمانہ باعث ملنے کے سبب مفتوحات پیغمبر پر اضافہ ہوگیا ورنہ اللہ ہی اللہ تہا۔ سورہ توبہ مین ہے۔

وان نکثوا ایمانہم من بعد عہدہم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر انہم لا ایمان لہم لعلہم ینتہون۔	اگر عہد کرکے لوگ بدعہدی کرین یا تمہارے دین پر طعن کرین تو اون آئمہ کفر کو قتل کرو پس اونسے کوئی معاہدہ نہین شاید

کہ وہ باز آئین انتہی محصلاً اسی سورہ توبہ مین ان ہی الفاظ سے دوسری آیت آیت کچھ فاصلہ پر ہے ان دونون سے یہہ ہی مستفاد ہوتا ہے کہ جو عہد توڑین یا طعن کرین تو اونکو قتل کرو تو بتایا جاے کہ ممالک دور دست مین سے کن کن سے حضرت فاروق کا قبل جنگ معاہدہ تہا اور کس کس نے حضرت فاروق یا اونکے سردار لشکر سے مناظرہ یا مجادلہ ومکابرہ کیا تہا جو حضرت فاروق کو وہ خون ریزیان حلال ہوگئین۔

قطع محبت کفار بھی ان شروط سے مشروط تہی۔ کہ اللہ تمکو اون لوگون

انما ینہاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاہروا علی اخراجکم ان تولوہم ومن یتولہم فاولئک ہم الظالمون	دوستی سے منع فرماتا ہے جو تم سے مذہبی لڑائی لڑے اور جنہون نے تمکو جلاوطن کیا یا جلاوطن ہونے پر اعانت کی اور جو لوگ ایسون کی دوستی کرتے ہین وہ ظالم ہین انتہی محصلاً لیکن ایسے تمام

احکام قتال وقطع محبت کفار کیلیے ایک اندازہ بتادیا تھا کہ اوس سے تجاوز نہ کیا جائے چنانچہ سیقول مین ہے۔

فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم واتقوا اللہ۔ | کہ مخالف جسقدر تم پر زیادتی کرین اوسی قدر تم بھی اونپر زیادتی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور آخر سورہ نحل مین فرمادیا تھا کہ اگر کوئی تمکو ستائے تو تم بھی

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ولئن صبرتم فہو خیر للصابرین انتہی محصلاً۔ | اوسکو اوسیقدر تکلیف دو اور جو صبر کرو تو خدا کے نزدیک صبر کرنیوالے بہتر ہین

پس ان آیات وافی ہدایات اور آیات قتال کی تطبیق کیجائے۔ تو اونکا اوسط یہی نکلے گا کہ دور دراز ممالک کے خانہ نشین مشرک و کفار کے قتل یا تباہ کرنیکا بالکل حکم نہین ہے اور جو خدا کا منشاء آیات قتال سے وہی تہا جو حضرت فاروق نے کیا تو علاوہ ان آیات کے خدا نے اپنی صفت مین جو (رب العالمین) فرمایا ہے یہہ غلط اور مہمل ماننا پڑیگا اور آیت (لا اکراہ فی الدین) کو الحاقی۔

کسی تواریخ وسیر مین یہہ بات نہین لکھی گئی کہ کوئی دور دراز ملک کا کافر بادشاہ قبل سازش فاروق حضرت فاروق پر چڑھ کر آیا ہو۔ یا تئیس بلاد عرب مذکورہ جو پیغمبر خدا کی کوشش واقبال سے فتح ہوئے تھے اونپر کسی بادشاہ نے تسلط کیا ہو جو حضرت فاروق کو اسقدر خونریزی کی ضرورت پڑی کہ لاکھون مسلمان وغیر مسلمانون کو قتل کرادیا اور لاکھون یتیم واسیر وخانہ برباد کردیے جنکے نقصانات صدیون مین پورے نہو سکے اور قرآن واحادیث کے ذخائر کثیرہ مقتولان اسلام کے ساتھہ دفن ہوگئے اور بکثرت کتب خانہاے قدیم کہ جن مین علوم وفنون تھے اور پیغمبرون کے حالات تھے وہ سب غارت ہوگئے۔ اور اون برگشتہ خاطر اور خانہ ویران نومسلمون کے قبول اسلام سے جو فسادات اسلام مین پہیلے اور اونکے مسلمان بنے رہنے کی خاطر سے مجتہدین نے اون جاہلون اور منافقون کے اسقاط حدود

ہین جو بے سر و پا اجتہادات خلاف قرآن و احادیث گئے وہ مزید برآن ہین جن کا
تصفیہ آج عقل اول سے بھی نہین ہو سکتا اور بالخصوص شیعون کے مطاعن سے
امن نہین مل سکتا - فی الحقیقۃ ادائے ارکان اسلام اسلام نہین ایسی نقل تو بھانڈ
بھی کر لیتے ہین اگر نماز روزہ حج زکوۃ وغیرہ اسلام ہوتا تو پیغمبر خدا کے قبل اور خود انکے
زمانہ مین روزہ و نماز و حج و زکوۃ وغیرہ ادا کرنے والے مسلمان کہلاتے اور آیات
قرآنی کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم اور الحج اشہر معلومات
سے ظاہر ہے کہ وہ کافر یہہ اعمال کرتے تھے اور حجۃ اللہ البالغہ مین اسکی صراحت
ہے اور آنحضرت کے زمانہ مین موحد بکثرت تھے لیکن یہہ سب باتفاق کافر مانے جاتے
ہین صرف مسلمان وہ جو ملتجا بہ النبی پر پورا ایمان لائے اور حاضر و غائب
رسول کا پورا اتباع کیا اور پھر اس عقیدہ کے ساتھ ارکان اسلام ادا کئے اور
جنہون نے صرف زبان سے اقرار توحید و رسالت و قیامت کا کیا وہ قرآن کی رو سے
ہرگز مسلمان نہین خواہ نماز پڑھتے پڑھتے مرجائین یا روزون کے فاقون سے ہلاک
ہوجائین پس جبریہ اسلام اپنا پہیلانا خدا اور رسول کے خلاف تہا۔

الغرض ایسی ہی صریح محالفتون کی حلت و جواز کو اسی وجہ سے تسلیم
کیا گیا ہے کہ شیخین کو عصمت اجماعی بسری اور اسی عصمت اجماعی کی بدولت خلافت
شیخین کو شبہ نبوت مانا گیا ہے (دیکھو ازالۃ الخفا)

صرف نزول قرآن کا فرق ہے مگر یہہ ضرورت بھی تعمیم و تخصیص و حذف و اسقاط
و تغیر و تبدل و ناسخ و منسوخ کی قرار داد سے پوری ہوجاتی ہے جیسا کہ اصول
عقائد و اصول عقد و تفاسیر سے ظاہر ہے - کہ ایک قرآن کی سیکڑون رنگ اور
مذاہب کی تفاسیر بن گئین اور بنتی چلی جاتی ہین اور مخالف و موافق مسائل
و کفریات سے استنباطات و اجتہادات آجتک جاری ہین جنکو آج بھی پیش کر دیگا
مسئلہ امامت کے اصول عقائد اہلسنت مین ہونگی جو تہی دلیل یہہ کہ آنحضرت
نے تواتر بیشتر اسلام زمانہ عقد تا عہد صحابہ نے فرمایا جسنے امام زمانہ کو نہ پہچانا اور

وہ مرگیا تو وہ جاہلیت کی موت یعنی کفر کی موت مرا انتہی محصلاً۔ اس صحیح اور مشہور حدیث اہلسنت پر یہ بات قابل غور ہے کہ جس وجود کی شناخت نہ کرنیکا انجام کفر ہو تو اوس کے وجود کے منکر کا کیا انجام ہونا چاہیے پس جب یہہ حدیث کتب اہلسنت مین موجود و مقبول ہے تو اونکے اصول عقائد مین امامۃ کو داخل نہ جاننا تشریع ہے۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم نفس امامۃ سے واقف اور اعتقاد امامۃ پر شید اتھے بایںوجہ ارتحال رسول کے وقت سراسیمہ ہو گئے اور بااتباع حدیث مذکور نصب امام کی فوراً کوشش کی حالانکہ بقول شاہ ولی اللہ شیخین سے اللہ تعالی نے بذریعہ

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض الخ۔	آیت استخلاف عطائے خلافت کا وعدہ بہی فرمالیا تہا اور یہہ ارشاد لفظ وعید سے نہ تہا جو اوسکے ایفا مین احتمال

کی گنجایش ہوتی لیکن امامۃ یعنی خلافت کی ایسی اہم فرضیت تہی کہ اوسکا انتظار نہ کرسکے یا اوس پریشانی مین وعدہ خدا دہیان سے نکل گیا پس فوراً ہی سقیفہ پہنچے جو مدینہ سے چہہ میل کے فاصلہ پر مقام تہا اور پہر حصول امامۃ کی فرضیت مین ایسے مستغرق ہوئے کہ رسول خدا کا گور و کفن کچہہ یاد نہ رہا چنانچہ کنز العمال مین عروہ سے روایت ہے

عن عروۃ ان ابابکر وعمر لم یشہدا دفن النبی صلعم وکانا فی الانصار فدفن قبل ان یرجعا۔	کہ ابوبکر وعمر دفن رسول کے وقت حاضر نہ تھے وہ انصار مین تھے جب واپس آئے تو دفن پیغمبر ہوچکا تہا انتہی

محصلاً یہہ معلوم ہے کہ عام میت کی تجہیز و تکفین و تدفین ہر ملت مین سب کام پر مقدم ہے اور پہر وہ بہی نائب خدا کی۔ اسکے علاوہ باقتضا عشق رسول شیخین پر آخری دید اللہ کا حصول شرف فرض کفایہ نہین بلکہ فرض عین تہا۔ لیکن امامۃ کی فرضیت حسب پر غالب تہی اس وجہ سے تجہیز و تدفین پیغمبر کی پروانہ کی گئی۔

ازالۃ الخفا مقصد اول کے صفحہ ۲۰ مین اس واقعہ کو ان الفاظ سے لکہا ہے

ہ ان بعض العلماء ذہب الی ان الخلف فی الوعید جائز علی اللہ تعالی۔ عن شرح العقائد الدوانی

مسئلہ (یعنی مسئلہ خلافت) واجب بالکفایہ بر مسلمین الی یوم القیام مستجمع شروط بچند وجوہ یکے آنکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم منصب خلیفہ و تعیین را پیش از دفن آنحضرت متوجہ شدند پس اگر در شرع وجوب نصب خلیفہ ادراک نمی کردند برین امر خطیر تقدیم نمی ساختند واین وجہ اثبات دلیل شرعی از آنحضرت صلعم مینماید بر وجہ اجمالی دوم آنکہ در حدیث وارد شدہ من مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاھلیۃ یعنی ہر کہ بمیرد حالانکہ نیست در گردن او بیعت خلیفہ مردہ است بمرگ جاہلیت واین نص شارع است تفصیلاً سوم آنکہ خدا تعالی جہاد و قضا و احیاء علوم دین واقامۃ ارکان اسلام و دفع کفار از حوزہ اسلام فرض بالکفایہ گردانید واین ہمہ بدون امام صورت نہ بندد و مقدمہ واجب واجب است انتہی بلفظہ

ہمارا جو دعوی تہا کہ مسئلہ امامۃ مذہب اہلسنت کے اصول عقائد مین داخل ہے۔ وہ شاہ صاحب کی عبارت مذکورہ سے بالکل ثابت ہو گیا کیونکہ اگر امامۃ اصول عقائد مین داخل نہوتی تو صحابہ جو کہ سب کے سب عاشق رسول تھے تکفین و تدفین پیغمبر پر نصب امام کو تقدیم نہ دیتے۔

شاہ صاحب کی راے کے مطابق ابن حجر مکی کے صواعق محرقہ مقدمہ ثانیہ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲ مین ہے۔

المقدمۃ الثانیۃ اعلم ان الصحابۃ رضوان اللہ علیہم اجمعوا علی ان نصب الامام بعد انقراض زمن النبوۃ واجب بجعلوہ اھم الواجبات حیث اشتغلوا بہ عن دفن رسول اللہ۔	تو جان کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اسپر اجماع کیا ہے کہ نبوت کا زمانہ گذرنے کے بعد امام کا مقرر کرنا واجب ہے بلکہ وہ ایسا اہم واجب ہے کہ اشتغال نصب خلیفہ کے سبب صحابہ دفن رسول سے باز رہے انتہی محصلاً۔

المقراض زمانہ نبوت پر صحابہ کا نصب امام کیلئے فوراً اجماع کرنا شرایع سابقہ مین امامۃ کے اصول عقائد مین ہونیکی دلیل ہے اور اشتغال نصب امام کے سبب دفن خاتم النبیین

سے صحابہ کا باز رہنا اہلسنت کے اصول عقائد مین امامۃ کے داخل رہنے کی نص قطعی ہے
کیا معنی کہ اول تو اصول فقہ اہلسنت مین تقلید صحابہ واجب ہی دوم صحابہ پر جسقدر
واجب و فرض تھے اسیقدر اور وہی تمام اہلسنت پر واجب و فرض ہین نہ کم نہ زیادہ پھر
کیا معنی ہین کہ صحابہ کے لئے تقرر امام عملاً و فعلاً واجب ہو اور امۃ کیلئے اوسکا عقیدہ مین
رکھنا بھی واجب نہو ایسا خیال محض لغو ہے اور جو ایسا فرض کیا جائیگا تو جن علماء
نے تقلید صحابہ کو واجب بتایا ہے وہ گمراہ اور اونکا یہ قول تشریع و تجذیع مانا جائیگا۔

وجود امام اور وجوب نصب امام کے اشد الفرائض ہونیکی پانچوین دلیل یہہ ہے
کہ اگر ایک امام کا انتقال ہوجائے تو تا نصب امام رونے پیٹنے کا بھی جواز نہین جسکی یہہ
مصلحت ہے کہ بعلت اشتغال جزع و فزع نصب امام مین تاخیر نہونے پائے ورنہ اس عرصہ
مین جو مرجائیگا وہ کفر کی موت مریگا پس اسی خیرخواہی خلق اللہ کے سبب حضرت ابوبکر
نے اپنے مرض موت مین حضرت فاروق کو وصیت فرمائی تھی جبکہ وہ اونکی ردی حالت
دیکھکر رونے لگے تھے کہ ا

اذا انامت فلا تشتغل بمصیبتی کما رایتنی لم اشتغل بمصیبۃ النبیؐ بعد موتہ (از تاریخ طبری وفات ابوبکر)

کہ اے عمر جب مین مرجاؤن تو خبردار میرے غم مین مشغول نہونا جیسا کہ تونے خود دیکھا تھا کہ مین رسول اللہ کی موت کے غم مین کہ مشغول نہین ہوا تھا انتہی محصلاً

حیرت ہے کہجس اداے وجوب کیلئے غم امام کرنیکی مہلت نہ ملے اور تا نصب امام متعبدان
شریعت کا چین سے بیٹھنا ثابت نہو اور اوسی کی نسبت کسیکا یہہ کہنا کہ وہ اصول عقائد
مین داخل نہین یہہ سخت غلطی ہے فی الحقیقۃ ایسا کہنے والا سنی قطعی رافضی ہے ان
ھذا لھو البلاء المبین۔

تبصرہ در وجوب طاعۃ امام مغلوب

جو علماء یہ فرماتے ہین کہ مذہب اہلسنت مین امام مغلوب مفترض الطاعۃ نہین۔ اونسے پوچھا

جاتا ہے کہ بہلا تمہاری کتب مین امام مغلوب کی اطاعت کو واجب کیون لکھا ہے لیکن اصل حقیقۃ یہ ہے کہ حدیث و من لم یعرف امام زمانہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ بغیر حصول قہر و غلبہ امامۃ جائز ہے اور امام مغلوب کی اطاعت واجب ہے کیونکہ لفظ یعرف کے سیاق و قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض امام ایسے ہی ہونگے کہ اونکو لوگ حکومت و سلطنت کے نہونیکے سبب نہ پہچانینگے اور یہہ بدیہی امر ہے کہ اگر خلافت مرسلین بغیر قہر و غلبہ صحیح نہ مانی جائے تو لازم ہوگا کہ پہلے کسی بے قہر و غلبہ مرسل کی رسالت بھی نہ مانی جاے۔ چونکہ امام یا خلیفہ رسول کا نائب ہے تو جب منیب کے ساتھ حکومت و سلطنت کا لزوم نہین مانا گیا ہے تو نیابت یا امامت جو اوسکی فرع ہے اوسکے ساتھ کیونکر یہہ لزوم مشروط کیا جائیگا۔

کتب کثیرہ سے ظاہر ہے کہ بعض مرسلین و انبیاء کو قہر و غلبہ دنیا مین حاصل نہین ہوا اور بعض کو بدیر ہوا اور بعض اپنی تمام عمر مین دو چار نفوس کو بھی توحید و رسالت پر مستقیم نہ کر سکے اور ہمیشہ مغلوب بلکہ محتاج نان شبینہ رہے حتی کہ اون خاصان خدا پر ایک زمانہ بروایت ابن عساکر ایسا بھی گذرا کہ ایک دن مین

اخرج ابن عساکر عن شمر بن عطیۃ قال قتل فی الصخرۃ التی فی بیت المقدس سبعون نبیا منہم یحیی بن زکریا (از در منثور)

ستر انبیا صخرہ بیت المقدس مین شہید کر دیے گئے جن مین یحیی بن زکریا علیہما السلام بھی تھے۔

لیکن ایسے تمام انبیاء مغلوب کی نبوت پر بھی ایمان لانا شرط اسلام ہے اس سے ثابت ہوا کہ نبوت و امامۃ و خلافت کیلیے حکومت و سلطنت ہرگز شرط نہین حاصل ہو یا نہو۔ امام ہر حالت مین امام برحق ہے۔ اون کا نافرمان عاصی اور دشمن کافر ہے چنانچہ التمہید فی بیان التوحید ابو شکور سالمی کی عبارت ذیل سے ایسا ہی مستفاد ہوتا ہے۔ وہ فرماتے ہین کہ

قال بعض الناس ان الامام اذا لم یکن مطاعا فانہ لا یکون اماما لانہ اذا لم یکن القہر والغلبۃ

بعض لوگون نے کہا ہے کہ اگر لوگ امام کی اطاعت نہ کرین تو وہ امام نہین کیونکہ اگر اوسکو حکومت حاصل نہو تو وہ امام نہین

فلا یکون اماما قلنا لیس کذلک
لان طاعة الامام فرض علی الناس
فان لم یکن القهر فذلک یکون
من تمرد الناس وهو لا یعزله
عن الامامة فلو لم یطع الامام
فالعصیان حصل منهم وعصیانهم
لا یضر بالامامة - الا تری ان
النبی صلعم ما کان مطاعا فی
اوائل الاسلام وما کان له القهر
علی اعدائه من طریق العادات
والکفرة قد تمردوا عن امره ونهیه
وقد کان هذا لا یضره ولا
یعزله عن النبوة وکذا الان
الامام خلیفة النبی صلعم لا
محالة وکذلک علی ما کان
مطاعا من جمیع المسلمین و
مع ذلک ما کان معزولا فصح
ما قلنا ولو ان الناس کلهم
ارتدوا عن الاسلام والعیاذ
باللہ تعالی فان الامام لا
ینعزل عن الامامة -

ہوسکتا۔ ہم کہتے ہین کہ ایسا ہو نہین سکتا
کیونکہ امام کی اطاعت لوگون پر فرض ہی
اگر امام کو غلبہ میسر نہو تو یہہ عوام کے تمرد
کی وجہ ہے اور یہ امر یعنی تمرد عوام امام
کو امامۃ سے معزول نہین کرتا پس اگر کوی
شخص امام کی اطاعت نہ کرے تو وہ متمرد
کا گناہگار ہی امامۃ کا نقصان نہین۔ کیا
غور نہین کیا جاتا کہ اوائل اسلام مین کفار
نے رسول خدا کی اطاعۃ نہین کی کیونکہ
آنحضرت کو اپنے اعدا پر غلبہ حاصل نہ تہا
اور اکثر کفار آنحضرت کے احکام اور دین
پر اعتراض کیا کرتے تہے پس جسطرح یہہ
امور یعنی تمرد وعناد کفار آنحضرت کی
اوس زمانہ کی نبوت کیلئے ضرر رسان نہین
اور اونکو نبوت سے جدا نہین کرتے ہین
ایسا ہی (حال امام کا سمجہنا چاہئے) کیونکہ
وہ اونکا نائب ہے اور اسیطرح جناب
علی کی اطاعت تمام مسلمانون نے نہ کی
تاہم وہ امامۃ سے معزول نہ تھے۔ پس
صحیح بات یہ ہے جو ہم کہتے ہین کہ اگر تمام مسلمان
عیاذاباللہ اسلام سے پہر جائین تو بہی
امام اپنی امامۃ سے معزول نہین ہوتا انتہی محصلاً
تتمہ نکتہ معزول نہونیکے وجوہ یہ ہین کہ نبی اور امام دونون کی ایک خدمت ہے

اور سیاق آیت اطیعوا الرسول واولی الامر منکم ہم درجہ ہین صرف نبوت کا فرق ہے اور وہ فرق یہ ہے کہ انبیاء کو بلا حجاب جبرئیل پیغام خدا پہنچاتے ہین اور امام جبرئیل علیہ السلام سے بواسطہ پیغام خدا سن لیتا ہے۔ اسیطرح اور ملاء اعلی کی آواز بہی سنتا اور پہچانتا ہے مگر اونکو دیکھتا نہین باقی وحی والہامات ومکاشفات ونقر احدیت وغیرہ مین کوئی فرق نہین فافہم فتدبر۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری مین جہان حدیث الخلافۃ من قریش کی بحث کی ہے تو وہان کرمانی کا قول لیست الحکومۃ فی زماننا لقریش فکیف یطابق الحدیث کے رد مین لکہا ہے۔

واما قولہ وخلیفۃ فی مصر فصحیح ولکن لاحل بیدہ ولا ربط وانما لہ من الخلافۃ الاسم فقط و حینئذ فہو خبی معنی الامر والا فقد خرج ہذا الامر عن قریش فی اکثر البلاد ویحتمل حملہ علی ظاہرہ وان المتغلبین علی النظر فی امور الرعیۃ فی معظم الاقطار وان کانوا من غیر قریش لکنہم معترفون للخلافۃ فی قریش و یکون المراد بالامر مجرد التسمیۃ بالخلافۃ لا الاستقلال بالحکم

کہ کرمانی کا قول خلیفۃ فی مصر جو ہے وہ صحیح ہے اگرچہ اوس خلیفہ سے نہ کوئی انتظام ہوا نہ نسق بلکہ اوسکی خلافت برائے نام تہی لیکن ایسی صورت مین بہی یہی درست ہے کہ امر کے معنی لین ورنہ اکثر بلاد مین قریش عہدہ اولی الامر سے خارج ہو جائینگے اور محتمل ہے کہ ظاہر پر حمل کیا گیا ہے اور سلاطین غاصب جو بہت بڑی حدود مملکت مین اور رعیت کے انتظام کرنے والے ہین اگرچہ وہ غیر قریش ہین لیکن وہ غاصب بہی معترف ہین کہ خلافت قریش کا حق ہے اور امر سے مراد صرف تسمیہ خلافت ہے صاحب حکومت ہونا ضرور نہین انتہی محصلاً

دیکہو حافظ صاحب نے الخلافۃ فی قریش کی صحت صرف غیر قریش کے اعتراف سے قریش کی خلافت تسلیم کی ہے جس سے ظاہر ہے کہ قہر وغلبہ خلیفہ پیغمبر کیلئے ضروری نہین ورنہ

مرسلین وانبیاء کے وہ ایام عہدۂ رسالت سے خارج کرنے پڑینگے کہ جن ایام مین وہ مغلوب اور بے قہر وغلبہ رہے۔

الخلافۃ من قریش وہ حدیث احاد ہے کہ جسکو حضرت ابوبکر نے مہاجرین کے استحقاق خلافت پر مجلس ہی سقیفہ ساعدہ مین بمخالفت انصار پیش کیا اور بزبان اجماع نے اوسکو صحیح مان لیا تہا لیکن خلافت راشدہ کے بعد بقول جناب نواب وقار نواز جنگ بہادر یہ کلیہ ٹوٹ گیا۔ یعنے بہت سے علماء اہلسنت نے بدچلن بدمعاش قریشیون کی خلافت کو خلافت نبوت بغیر تسلیم کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ الخلافۃ من بنی ہاشم جو حدیث ہے وہ صحیح ہے اور یہ غلط کیونکہ بے قہر وغلبہ امامۃ بنی ہاشم کو شیعہ دل سے اور سنی طوعاً و کرہاً مان رہے ہیں گو اونکی نسبت کے ساتھہ اعتقادی توحد ہو مگر امامۃ کے زبانی اقرار مین فریقین متفق ہین اور قریش مین متفق نہین۔

تنبیہ حضرات شیعہ خلفاء ثلاثہ کی خلافتون مین جناب امیر علیہ السّلام کی امامت کے بقاعدہ مذکورہ مدعی ہین اسیوجہ سے جناب موصوف کو خلیفہ بلافصل مانتے ہین لیکن ہم ہی خلیفہ ابوبکر یعنی حضرت فاروق بلکہ سلطان مراد کو اور سلطان حال عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہ تک کو خلیفہ رسول جانتے اور رکھتے ہین پس ہم خلافت بلافصل کے اعتقاد مین بہی شیعہ سے بڑہے ہوے ہین اللّٰھم زد فزد

مسئلہ امامۃ کے اصول عقائد اہلسنت مین داخل رہنے کی چھٹی دلیل مستحکم یہ ہے مسلم جلد خامس کتاب الامارۃ باب وجوب جماعۃ للمسلمین صفحہ ۹۹ مین نافع سے روایت ہے کہ

عن نافع قال جاء عبداللّٰہ ابن عمرؓ الی عبداللّٰہ ابن مطیع حین کان امر الحرۃ ما کان یزید بن معویۃ فقال اطرحوا لابی عبد الرحمن وسادۃ فقال انی لم

کہ ایک دن عبداللہ بن عمرؓ عبداللہ بن مطیع کے پاس گئے جبکہ یزید بن معاویہ کے زمانہ مین واقعہ حرّہ ہوا۔ ابن مطیع نے اپنے خادمون سے کہا کہ عبدالرحمن یعنے ابن عمر کیلیے توشک بچھاؤ ابن عمر نے کہا کہ

انت لاجلس اتیتک لاحدثک حدیثا سمعت رسول اللہ صلعم من خلع یدا من طاعۃ لقی اللہ یوم القیمۃ ولا حجۃ لہ ومن مات ولیس فی عنقہ مات میتۃ جاھلیۃ۔

مین اسلیے نہین آیا ہون کہ بیٹھون۔ بلکہ تمہین ایک حدیث سنانے آیا ہون جو مینے رسول خدا سے سنی ہے کہ آپنے فرمایا جو شخص کسی کی بیعت سے جدا ہو جاویگا وہ قیامت مین خدا سے ایسی حالت مین ملاقات کریگا کہ اوسکے پاس (شکست بیعت کی) کوئی حجت نہوگی اور جو ایسی حالت مین مرجائے کہ اوسکی گردن مین بیعت نہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا انتہی محصلاً۔

ظاہر ہے کہ واقعۂ حرہ شہادۃ امام مظلوم کے بعد زمانہ یزید بن معاویہ مین ایسا جانگاہ ہوا تھا کہ مسجد نبوی اور قبر مطہر گھوڑون کی لید اور پیشاب سے نجس ہو گئی تہی اور حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری جیسے مقدس صحابی کی ڈارہی نوچی گئی تہی جیسا کہ جذب القلوب شیخ عبد الحق دہلوی مین ہے اور تاریخ الخلفا سیوطی مین ہے۔

ان یحلا ینکح امہات الاولاد والبنات والاخوات ویشرب الخمر ویدع الصلوۃ۔

کہ یزید نے اپنی ام ولداؤن اور اپنی بیٹیون اور بہنون سے جماع کیا اور خوب شرابین اوڑائین اور نماز ترک کردی۔ اور اسی بیان مین یہہ بہی لکہا ہے۔

ونہبت المدینۃ وافتض فیہا الف عذرا۔

کہ مدینہ پہر لوٹا اور ایک ہزار باکرہ کے بکر کام آئے جن سے ہزارون تابعی پیدا ہو گئے۔

یہہ ناگفتنی واقعات بکثرت تواریخ مین مفصل لکھے ہوئے ہین جنکی واقعیت کا علم حضرت عبد اللہ بن عمر کو ضرور تہا

پس جس خلیفہ وقت کے ایما و اشارہ
سے مدینہ منورہ اور بالخصوص قبر مطہرہ جیسے مقدس مقام پر ایسے فواحش و ممنوعات
باعلان جاری ہو جائین اور خلق اللہ پر ایسا بدنما اثر پیدا ہو جائے اور اوسی شقی
کی بیعت کے استحکام اور امتناع خلع بیعت کیلئے ابن عمر جیسے مقدس مہاجر و محدث و فقیہہ
و مجتہد صحابی ابن مطیع کے پاس قصداً جائین اور بتوثیق حدیث بالاترک بیعت یزید کا
امتناع فرمائین اور باوجود ایسی موثق سند کے بعض علماء اہلسنت فرمائین کہ امامۃ ہمارے
اصول عقائد مین داخل نہین حیرت در حیرت ہے۔ کیا ابن عمر نے جناب امیر کی بیعت
کر لی تہی جو اونکے رفض کے خیال سے اونکا اتباع ترک کر دیا گیا ہے۔ کیا ابن عمر کا ایستادہ
پیشاب کرنے کے سبب سے جاہلون مین شمار کر لیا گیا آخر کیا سبب ہے۔ بتلایا جائے اگر یہہ ہی
دو وجوہ ہون تو اور بہتونکو ترک کرنا پڑیگا۔

دفع دخل

بعض جاہل معترض ہماری دلیل مذکور کے رد مین شاید یہ عذر کرین کہ ابن عمر نے استحکام
بیعت یزید کے لئے بہ تقیہ ابن مطیع سے کہا ہوگا تو اون معترض صاحب کو جان لینا چاہئے
کہ فتح مکہ کے بعد سے مذہب اہلسنت مین تقیہ کی حرمت مان لی گئی ہے پس اس رو سے
ابن عمر جیسے جلیل القدر صحابی حرام کے مرتکب قرار پائینگے معاذ اللہ جس سے الصحابۃ کلھم
عدول کا کلیہ ٹوٹ جائیگا۔ اور حضرات شیعہ کا جو یہ خیال ہے کہ ابن عمر نے یزید سے
ایک لاکھ درہم قبول بیعت پر لے لئے تھے اوسی سبب سے ایسی نمک حلالی کی ضرورت
داعی ہوئی تہی تو ایسے مہملات کا وجود ہماری کتب مین نہین اور جو اونکی کتب مین
ایسا ہو تو وہ ہم پر حجت نہین۔ (تاریخ کامل مین ہے اڈیٹر)

حدیث مذکور متعلقہ ابن مطیع بخاری شریف مین بھی ہے اوسکی شرح مین حافظ
ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری مین لکھا

وفی الحدیث وجوب طاعۃ الامام کہ حدیث نافع سے امام کی اطاعت واجب

الذی انعقد لہ البیعۃ والمنع من الخروج وجاء فی حکمہ ولایخلع ما لفسق
اور اسکی بیعت نہیں توڑنی چاہیئے اور شرع میں حکم ہی کہ بجہت فسق امام سے خلع بیعت
نہیں کرنی چاہیئے انتہی محصلا۔

حافظ صاحب موصوف ایسے اعلم و متبحر و متدین ہیں کہ انکی ہر تالیف بڑی عزت
کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہی اور بجائے خود یہ ایسے حامی دین متین اور محب اہلبیت
رسول ہیں کہ انھوں نے تقریب میں **شمر** ذی الجوشن جیسے شخص کو صدوق اور چھٹے
طبقہ کا تابعی لکھا ہی اور چھٹے طبقہ کے تابعی کہنے سے یہ مراد ہی کہ جس معتبر شخص کی کسی
صحابی سے ملاقات نہ ہوئی ہو جیسے امام ابوحنیفہ وغیرہ **پس** جبکہ ابن عمر اور یہ
عسقلانی صاحب جیسے معتبر لوگ یزید جیسے شقی کی خلافت و بیعت کو واجب اور اسکے
استحکام میں سعی فرمائیں تو کیا کوئی کہہ سکتا ہی کہ مذہب اہل سنت کے اصول عقائد
میں امامۃ داخل نہیں ہے۔

مسئلہ امامۃ کے اصول عقائد اہل سنت میں داخل رہنے کی ساتویں دلیل یہ ہے

قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر میں اور **ابن تیمیہ** نے منہاج السنہ میں لکھا ہی
ان مسئلۃ الامامۃ من اعظم المسائل من اصول الدین الذی
مخالفتھا توجب الکفر کہ بے شک مسئلہ امامۃ اصول دین میں کا ایک عظیم ترین مسئلہ
ہی اُسکی مخالفت کفر واجب کرتی ہی انتہی محصلاً۔

کیوں صاحبو کیا اب بھی کسی صاحب کو اہل سنت کے مذہب میں مسئلہ امامۃ کے
اصول دین میں داخل رہنے سے انکار ہی کیا قاضی بیضاوی رافضی ہیں اور تقی الدین
ابن تیمیہ جاہل ہیں جو امامۃ کو من اعظم المسائل من اصول الدین لکھتے ہیں۔
حالانکہ اس لکھنے کے قبل ان صاحبوں کو معلوم تھا کہ حضرت سعد بن عبادہ نے
شیخین کی مخالفت کی اور تا حیات شیخین کی بیعت نہ کی اسیطرح حضرت طلحہ و زبیر
اور محمد بن ابی بکر اور حضرت عائشہ اور بکثرت صحابہ مہاجر و انصار نے حضرت عثمان
غنی کی مخالفت کی حتے کہ عبدالرحمن بن عدیس مصری صاحب بیعت الرضوان

نے حضرت عثمان کو قتل ہی کر دیا اور امام وقت سے یہانتک عداوت کی کہ تین دن
تک نعش عثمان کو دفن نہ ہونے دیا اور پھر بکثرت صحابہ و تابعین اور بالخصوص طلحہ
و زبیر اور حضرت عائشہ نے جناب امیر علیہ السلام سے جنگ کی مگر باوجود ان
معلومات کے انلوگوں نے لکھدیا کہ امامۃ اصول دین سے بھی ہی اور اُس کی مخالفت کفر
بھی ہی جس سے ثابت ہو گیا کہ مخالفان علی کی نسبت جو حضرات شیعہ کی رائے
اور قرارداد ہی بعینہا وہی قرارداد مذہب اہل سنت میں پائی ہی اب سوائے
عقیدہ جاحد اسلام کے اور کوئی یہ دعوی نہ کریگا کہ خدانخواستہ مذہب اہل سنت
کے اصول عقائد میں امامۃ داخل نہیں ہی اور یہ بھی مقصود تھا و اخر
دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

حصہ دوم

الامامۃ

بعض بے وقوف دنیا پرست علماء اہل سنت نے کسی لالچ یا تقیہ اپنی کتب میں لکھ
دیا ہی کہ امامۃ مفضول باوجود فاضل جایز ہی اور اسکی مثال میں دو بزرگوں کا نام
پیش کیا ہی ایک حضرت اسامہ اور دوسرے معاویہ کو اور اسامہ کو حضرات شیخین سے
اور معاویہ کو جناب امیر علیہ السلام سے مفضول بتایا ہی۔ افسوس اُن بزرگوں نے
ذرا غور نہ کیا کہ ایسا عقیدہ عقلاً و نقلاً معیوب ہی دوم اسامہ اور معاویہ کی مفضولیت
جو فرمائی گئی ہی وہ کس قرینہ اور قاعدہ سے جسکا ٹھکانا نہ زمین میں ہے نہ آسمان میں ہیں
اب ہم پہلے حضرت اسامہ کی مفضولیت کی تردید لکھتے ہیں اُسکے بعد معاویہ کی انشاء اللہ
فتح الباری شرح بخاری باب مناقب زید بن حارث میں ہی کہ
وفیہ جواز امارۃ المولی وتولیۃ — غلام کی سرداری اور چھوٹونکا بڑوں پر متولی ہونا
الصغار علی الکبار والمفضول — اور مفضول کا فاضل پر سردار ہونا جائز
علی الفاضل لانہ کان فی الجیش — ہی کیونکہ ابوبکر و عمر اُس لشکر میں ماتحت تھے
الذی فیہ ابوبکر و عمر الذی کان علیہم اسامۃ — کہ جنکا سردار اسامہ تھا انتہی ملخصاً۔

یہی دعوے تحفۂ اثنا عشریہ میں شاہ عبدالعزیز نے کیا ہی۔

اِن مولوی صاحبوں نے مذہب کی لٹیا ڈبو دی بھلا جب تولیت صغار علی
الکبار جائز تھی تو حسنین علیہما السّلام میں سے کسی ایک کو خلیفہ نہ بنا دیا اور
خود متصدی امور خلافت کیوں نہ بنے خود خلیفہ کیوں بن گئے۔

دوسری خطا ان صاحبوں نے یہ کی ہی کہ حضرت اسامہ کو غلام زادہ سمجھکر
مفضول اور شیخین کو فاضل سمجھا ہی اور نا محقق کوتاہ علم یہ نہ سمجھے کہ اگر غلام زادگی
باعث مفضولیت ہی تو شیخین کون ہیں یہ بھی غلام زادے اور لونڈیوں کے بطن
سے ہیں حقیقۃ الامر یہ ہی کہ زمانہ حیات پیغمبر میں حضرت اسامہ فاضل تھے اور
شیخین مفضول اور جس تاریخ سے عصمت اجماعی قدمبوس شیخین ہوئی اسی تاریخ
سے اسامہ مفضول اور یہ فاضل ہو گئے چنانچہ اسکا ثبوت ہم پیش کرتے ہیں۔

افضلیت اسامہ و مفضولیت شیخین بزمانہ پیغمبر صلعم

لمعات شرح مشکوٰۃ اور معالم التنزیل وغیرہ میں ہی کہ آنحضرت صلعم نے اپنے مبعوث
برسالت ہونے کے تین یا چار یا پانچ سال بعد دعوت نبوت آغاز فرمائی ہی حالانکہ
متفق کتب سے واضح ہی کہ ایک سال یا سترہ ماہ بعد بعثت کے قرآن نازل ہونے لگا
تھا اور حضرت خدیجۃ الکبرےٰ اور اسامہ کے والدین زید و ام ایمن اُسی تاریخ پیر کے
دن مشرف باسلام ہوئیں کہ جس تاریخ آنحضرت رسول خدا ہوے تھے اور تاریخ
ابن عساکر وغیرہ میں ہی کہ جن ایام میں آنحضرت رسول ہوئے اُن ایام میں حضرت
ابوبکر بغرض تجارت ملک شام گئے ہوئے تھے جہاں سے تین سال بعد واپس ہوئے
اور راہب نجومی نے جو کہا تھا کہ عرب میں ایک پیغمبر ہوگا اور تو اُسکا وزیر ہوگا پس
جب یہ واپس آئے تو پیغمبر رسالت کا شہرہ سُنکر گئے اور آنحضرت سے معجزہ طلب
کیا پیغمبر آنحضرت نے اُسی نجومی کا قول دہرایا اور یہ مسلمان ہوے انتہےٰ ملخصاً۔
اِن واقعات سے ثابت ہوا کہ اولاً بن اسامہ سابق الاسلام تھے دوم اسامہ

اسلامی نطفہ سے اور یہ کفری نطفہ سے تھے پھر ابوین اسامہ سابق الاسلام اور
ابوین ابوبکر عاقب الاسلام پھر وہ مومنین موقنین اور ابوین ابوبکر مولفۃ القلوب
و مستضعفین سے کیونکہ تمام قبائل حجاز اور فتح مکہ کے بعد ابو قحافہ مشرف باسلام
ہوئے تھے دوسرا شرف والدہ اسامہ یعنی حضرت ام ایمن وہ مقدسہ ہیں کہ جنہوں
نے حضرت بی بی آمنہ والدہ ماجدہ پیغمبر خدا کے انتقال کے بعد آنحضرت کو
اپنی گود میں پالا اور ایسی اچھی خدمت کی کہ پیغمبر خدا انکو ماں فرماتے تھے اسی محبت
و فرماں پذیری کے سبب آنحضرت جناب اسامہ کو بہت چاہتے تھے اور اپنی گود میں
لیتے تھے یہ شرف حضرت ابوبکر کو کہاں میسر ہے تیسرا شرف پیغمبر کی غلام زادگی کا ہے
جو طلقائے آنکو میسر نہیں اور حضرت ابوبکر مشرک غلاموں کے خاندان سے تھے کیونکہ
آپ بنی تیم سے تھے اور صراح میں تیم کے معنے غلام کے ہیں چوتھا شرف
حضرت اسامہ کی والدہ ماجدہ ہمیشہ حضرت سیدۃ النساء العالمین کی رفیق
و شفیق اور خدمت گزار پنجتن رہیں اور حضرت ابوبکر دشمن جانی جناب امیر اور
باعث خانہ سوزی سیدہ علیہا السلام اور وجہ آبرو ریزی اہل بیت اور انکی
صاحب زادی ہمیشہ پنجتن کی کاٹ پر رہیں جسے کہ یادگاران رسول پر جنگ
جمل میں تلوار اٹھائی اور حضرت حسن مجتبےٰ کے جنازہ پر پتھر یا تیر برسائے اور
جو فسادات زمانہ رسول اور مابعد رسول میں اس بیوی سے ہوئے انکی گواہ
کتب اسلامی ہیں انکے علاوہ انکی مرویہ احادیث سے رسول اللہ بے وقار ہوگئے
ان بیوی نے اپنا تقرب جتانے کے واسطے وہ جھوٹی فاحشہ باتیں رسول خدا کی نسبت
بیان کیں جو کوئی فاحشہ عورت بھی وہ حال نہیں کہہ سکتی جسکی گواہ صحاح ستہ
وغیرہ ہیں جسکو تحقیق منظور ہو وہ ابواب الغسل و حائض و نفسا اور صفات
صوم وغیرہ دیکھے حالانکہ بہت سی عورتیں رسول خدا کی جوانی کے وقت کی ہمراز
تھیں مگر کسی سے ایسی باتیں مروی نہیں جو ان بیوی نے غضب ڈھایا ہے۔
پانچواں شرف حضرت اسامہ کا رسوخ فی الاسلام و الایمان ہے جو حضرت

ابوبکر سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے وہ یہ کہ جیسے نامعتبر اور رکیک الفاظ پیغمبر خدا نے
حضرت ابوبکر کی نسبت فرمائے ویسے بلکہ اُس سے کم درجہ کے بھی حضرت اسامہ کی
نسبت نہیں فرمائے چنانچہ **موطاء** مالک باب شہداء فی سبیل اللہ میں ہے
کہ آنحضرت ایکدن شہداء احد پر بغرض فاتحہ تشریف لیگئے اور وہاں فرمایا
کہ ان لوگوں کی قوۃ ایمانی کی میں گواہی دیتا ہوں حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ جیسے اِن لوگوں نے جہاد کیا ویسا ہی ہم نے کیا اور جیسے یہ ایمان
لائے ویسے ہی ہم ایمان لائے اِس تقریر پر آنحضرت نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہے
لیکن مجھے معلوم نہیں کہ تم میرے بعد کیا کیا بلی ولکن لا ادری ما تحدثون بعدی
بدعات کروگے انتہی محصلاً **ابوداؤد** میں عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ
رسول خدا آٹھ سال بعد شہداء احد پر فاتحہ کے لئے تشریف لیگئے تھے اور
وہاں سے واپسی کے بعد مرض موت میں مبتلا ہو گئے پس جو شخص پیغمبر خدا
کا زمانہ دراز تک صحبت میں رہا ہو اور اُس سے پیغمبر خدا مطمئن نہ ہوں
تو انکا رسوخ فی الایمان اللہ ہی جانتا ہے - اس واقعہ سے بڑھکر یہ بات ہے
کہ بعض چھپے ہوئے مشرک رہے جب رسول خدا کو کسی اندازہ سے انکا مشرک
ہونا معلوم ہو گیا تو آپ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ تیری ماں تجھے پیٹے تجھ میں
ثکلتك امك الشرك فیكم شرک چیونٹی کی چال سے زیادہ چھپا
اخفی من دبیب النمل - ہوا ہے - اور اسی مضمون کی دوسری
حدیث ہے اُس میں پیغمبر خدا نے فرمایا ہے
والذی نفسی بیدہ ان الشرك کہ جسکے قبضہ میں میری جان ہے اسکی
لهو اخفی من دبیب النمل - قسم تم میں شرک چیونٹی کی چال سے
زیادہ چھپا ہوا ہے - اِن دونوں حدیثوں کے آخری حصہ میں یہ ہے کہ آنحضرت
نے دعا رد شرک تعلیم فرمائی جس سے اور بھی تصدیق ہو گئی کہ وہ مدتوں مدعی
اسلام ہو کر بھی مشرک رہے (دیکھو ازالۃ الخفا مقصد دوم مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۹۹)

پس بفرض محال اگر حضرت ابوبکر کو سابق الاسلام بھی مانا جاے تو کیا فائدہ
اور ایسے شخص کے قبول اسلام سے اہل اسلام کو فائدہ کی کیا توقع ہو سکتی ہے
مگر حضرت اسامہ کے ایمان و اسلام کی نسبت کسی کتاب میں کوئی بے اطمینانی
کا لفظ آنحضرت سے مروی نہیں اور نہ کسی صحابی نے ایسا گمان کیا ہے۔
چھٹا شرف شجاعت۔ معمولی بات ہے کہ سردار لشکر اُسکو بنایا جاتا ہے جسکی جرأت
کا اندازہ مقتدر کر چکا ہے اور جرأت کے ساتھ اُس میں جوہر تجربہ کاری بھی ہو
اور مقتدر اس سے مطمئن بھی ہوتا ہے پس حضرت اسامہ کے سردار لشکر ہونے
سے ثابت ہو گیا کہ حضرت ابوبکر نہ شجاع تھے نہ جری اور نہ پیغمبر خدا کو اُن سے
اطمینان تھا اور نہ اسامہ کو کم عمر ہونے کے سبب پیغمبر خدا سرداری کا اہل جا[illegible]
ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۱ میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ حضرت
ابوبکر نے کہا کہ جب یوم احد کو سب لوگ رسول اللہ کو چھوڑ کر بھاگے تو سب سے
پہلے میں واپس آیا تھا انتہیٰ۔ یہ ظاہر ہے کہ احد میں رسولِ خدا کیلئے ایک
عریش بنایا گیا تھا جسکے گرد پہرے پر حضرت ابوبکرؓ اور چند اصحاب تھے پس واپس[illegible]
جب ہی ہو سکتا ہے کہ جب عریش سے دور ہوئے ہوں اسکے علاوہ خندق
حنین و تبوک تو بفضلہ ان جہادوں سے روگردانی و فراری میں آپ نمبر اول [illegible]
ہاں قبل ہجرت مکہ معظمہ میں جب کفار قریش نے چادر کو بل دیکر آنحضرت کا گلا
گھونٹا تو اُسوقت حضرت ابوبکر نے اظہار افسوس کی جیداری کی تھی وہ یہ کہ اسو[illegible]
کفار قریش سے حضرت ابوبکر یہ کہتے تھے کہ ارے افسوس تم ایسے شخص کو قتل
فقام ابوبکر ینادی ویلکم اتقتلون کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے
رجلا ان یقول ربی اللہ۔ (ازالۃ الخفا مقصد اول صفحہ ۲۲۹)
لیکن چاہیے کہ پیغمبر خدا کو کفار کے پنجے سے چھڑایا ہو یا اسلام کی خاطر یا مصاہر[illegible]
کی شرم سے اُن مشرکین پر تلوار سنبھالی ہو اسکا ذکر کسی کتاب میں نہیں ہے
اور وجاہت ظاہری تو یہاں بھی صفر ہے کیا معنی کہ جب مکہ معظمہ میں سعا[illegible]

کے نانا مسمے عتبہ بن ربیعہ نے حضرت ابوبکرؓ کا منہ پاپوش سے درست کیا ہے تو تمام صحابہ موجود تھے مگر کسی نے نہ چھوڑایا (ازالۃ الخفا مقصد اول صـ ۴۹)

حسن خلق تو سبحان اللہ چنانچہ **تاریخ الخلفاء** سیوطی میں ہے۔

قال استبت عقیل بن ابی طالب وابوبکر وکان ابوبکر سبابا۔ کہ ابوبکرؓ اور حضرت عقیل میں گالی گلوچ ہوئی اور ابوبکر بڑے گالیاں دینے والے تھے اور **ریاض النضرہ** میں حضرت ابوبکر کی گالی گلوچ کا ایک قصہ لکھا ہے اور اُسی قصہ میں لکھا ہے کہ ابوالفرج نے اسباب نزول میں ذکر کیا ہے کہ نزلت ذکورہ ابوالفرج فی اسباب النزول یعنی آیہ لایحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم آیت نازل ہوئی کہ خدا فحش ظاہر کو پسند نہیں کرتا مگر جبکہ دوسرے کیطرف سے ابتدا کیجاے انتہیٰ محصلاً۔ اس سے معلوم ہو کہ مقبول خاص ہونے کے سبب سے اللہ صاحب کے ہاں سے موافق مزاج گالیوں کی اجازت مل گئی۔

سخاوت تو ان آبای مفلس صاحب سے پاس کیا تھا چنانچہ اسکی ہم کسی قدر تفصیل کرتے ہیں **مشارق الانوار** حسن صـ تعالی نمبر حدیث (۱۰۷۰) بحوالہ صحیحین حضرت عائشہ سے مروی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت کو حضرت عائشہ نے گیارہ عورتوں کا قصہ سنایا جنمیں سے دس عورتوں نے اپنے اپنے شوہروں کی مذمت کی تھی اور گیارہویں عورت نے کہا تھا کہ میرے خاوند کا نام ابوزرع ہے وہ کیا اچھا آدمی ہے اُسنے زیور سے میرے کان چھیدے اور چربی سے میرے بازو موٹے کئے اور مجھے بہت خوش رکھا سو میری جان بہت چین سے ہے مجھے اس نے بھیڑ بکری والوں میں پایا جو پہاڑ کے کنارہ پر رہتے

زوجی ابوزرع فما ابوزرع اناس من حلی اذنی وملاء من شحم عضدی وبجحنی فبجحت الی نفسی وجدنی فی اھل غنیمۃ بشق فجعلنی فی اھل صھیل واطیط ودائس ومنق (الی ان قال) قال

رسول اللہ صلعم کنت لك کابی تھے سوائے مجھے اونٹوں اور
زرعہ لام زرعہ ۔ گھوڑوں اور کھیتوں کا مالک کر دیا

یعنی میں نہایت ذلیل حالت میں تھی اور ابو زرعہ نے مجھے ذی عزت اور مالدار
بنا دیا آنحضرت نے ان قصص کو سنکر فرمایا کہ جیسا ابو زرعہ نے ام زرعہ سے
سلوک کیا ہو ویسا ہی سلوک مینے تیرے ساتھ کیا ہو انتہے محصلاً چونکہ کلام
پیغمبر مبالغہ اور شیخی سے پاک ہوتا ہو اس بنا پر یقین ہو کہ حضرت ابوبکر نہایت
ذلیل اور ادنے حالت میں ہونگے تلبیس ابلیس ابن جوزی صفحہ ۴۰۶

وحدثنا عطا بن السائب میں عطا بن سائب سے مروی ہے
قال لما استخلف ابوبکر اصبح انھوں نے کہا کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ
غادیا الی السوق وعلی ہو گئے تو علے الصباح کپڑوں کا گٹھر
رقبتہ اثواب یتجر بہا فلقیہ گردن پر رکھ کر پھیری کو چلے تو رستہ
عمر وابو عبیدہ الخ میں حضرت عمر و ابو عبیدہ ملے اور انہوں
نے کہا یہ کیا کرتے ہو حالانکہ تم تو بادشاہ ہو گئے ہو انھوں نے کہا پھر میں اپنے
بال بچونکو کیونکر پالوں پس پچھر پانسو درہم اور ایک بکری مقرر ہو گئی اور
تاریخ الخلفاء سیوطی میں ہو وعلے ساعدہ ابراد ھا وھو ذاھب
الی السوق یعنی بازو پر چادریں ڈالکر پھیری کو چلے باقی مطلب حدیث
یکساں ہو غرض کوئی سخی مالدار شخص ایسی ذلت ہرگز گوارہ نہیں کر سکتا کہ
سر پر گٹھر کپڑوں کا رکھ پھیری کو جائے۔ خواہ کسی ملک کا کیوں نہو۔

مدارج النبوۃ شیخ عبد الحق دہلوی جلد دوم باب چہارم سال سیزدہم بیان
ہجرت میں لکھا ہو ابوبکر را دو شتر بود کہ بچہار صد درہم و در روایتے ہشتصد درم
خریدہ و مدت چہار ماہ آنرا علف دادہ فربہ ساختہ و نگاہ داشتہ بود ہر دو پیش
بر آورد تا یکے را آنحضرت قبول فرماید۔ فرمود قبول کردم بشرط ابتیاع پس
بہ ہشتصد درم آں ناقہ را از ابوبکر صدیق بخرید۔ پس محسن داماد اور پیغمبر

داماد سے دوسو یا چارسو درہم کے اونٹ کے نوسو وصول کرنا کسی بھلے مانس کا کام نہین ہے اور اصل سے اسقدر زیادہ قیمت لینی یہ مفلسی کی دلیل ہو سکتی ہے نہ ثروت کی اسکے علاوہ حضرت عائشہؓ کے عین نکاح کے دن بیڑا کہا روے کا کرتہ اور جسم پر کپڑا نہ تھا اور کسی کتاب مین لونڈی یا غلام جہیز مین دینا نہ دیکھا گیا نہ سنا گیا مسلم کتاب التیمم مین جو حدیث ہے جس سے آیت تیمم کا نزول ظاہر ہوتا ہے پس اوس سفر مین جو حضرت عائشہؓ کے گلے کا ہار جو جاتا رہا تھا وہ اونکی سوتیلی مان اسماء بنت عمیس کا تھا جس سے معلوم ہوا کہ کچھ ہاتھ گلے مین نہ دیا تھا سب سے بڑھ کر افلاس کا ثبوت یہہ ہے کہ غار حرا مین موذی جانورون کے خوف سے جو انکا اپنے تمام کپڑے پھاڑ پھاڑ کر سوراخون مین غار کے بھرے تھے اور پیغمبر خدا پاس تھے لیکن وہ کپڑے ایسے بوسیدہ تھے کہ اون کپڑون کے بار بار پھٹنے کی خبر صاحب وحی و الہام کو ہوئی جس سے ظاہر ہے کہ ایسے دور دراز اور با خصوص ریگ بطحا کے سفر مین ایسے کپڑے استطاعت کی حالت مین مرد سخی نہین پہنتا اب انکے اقارب و رشتہ دارون کو دیکھو تو وہ بھی بہت ادنی تھے چنانچہ حضرت ابوبکر کے بھانجے مسطح کہ جنہون نے طریق غیر اللہ کے خلاف زوجہ پیغمبر پر الزام زنا کی گواہی دی تھی اور پھر انکے جھوٹ پر انکو سزا ملی تو یہہ صاحب فقراء مہاجرین سے مشہور ہین دیکھو شرح صحیحین و رجال وغیرہ

حضرت ابوبکر کے داماد زبیر ابن العوام یہہ ذات کے قصائی تھے چنانچہ سیر الرسول باب آٹھ صفحہ ۱۷۹ مین میرزا حیرت دہلوی نے بروایت واقدی حضرت زبیر کو قصائی لکھا ہے اور علامہ دمیری نے حیوۃ الحیوان لغت جزر مین زبیر بن العوام کی نسبت دو قول لکھے ہین ایک مین قصائی لکھا اور دوسرے مین خیاط لیکن کوئی شریف صاحب مقدور شخص اپنی بیٹی قصائی کو نہین دیتا و ہم بعض کتب سے بشارۃ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر کو اسماء کی زبیر سے شادی کرنی بھی میسر نہوئی کہ صرف متعہ کی حالت میں تھی اور حضرت زبیر اسقدر مفلس شخص تھے کہ انکی زوجہ اسماء بنت ابی بکر

مدینہ سے دو تین کوس پرے روزانہ اوس مقطعہ سے گٹھلیان چلنے اور گہانس وغیرہ لانے
جاتی تہین جو رسول اللہ نے حضرت زبیر کو عنایت کیا تہا اور ٹٹو کو پانی بھی پلانے یہہ ہی
بیوی جایا کرتی تہین (دیکھو صحیح مسلم جلد خامس کتاب الادب باب جواز ارداف المرءۃ
صفحہ ۲۲۳۶) اور یہہ ایسے نامرد یا بخیل تھے کہ جب عبد اللہ نے جوان ہو کر کہا کہ
میری ماں سے آپ جماع نہ کیا کیجیئے یہ میری شان کے خلاف ہے تو انہون نے اسمار کو طلاق
دیدی تہی (دیکھو تاریخ کامل جلد چار صفحہ ۱۴۱)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ جو یہہ بہی حضرت ابوبکر کی رشتہ داری کے سبب عشرہ مبشرہ
سے سمجھے جاتے ہین آنکی ماں بیسوا صاحب رایات زنا اور انکے باپ مخنث تھے چنانچہ ابو المنذر
ہشام بن محمد بن السایب کلبی جو اکابر علماء اہلسنت سے ہین (جن سے اکثر صاحبان
صحاح نے سند لی اور یہہ اعلی درجہ کے مفسر مانے ہوئے ہین وہ لکھتے ہین کہ)

وقد ذکر ابو المنذر ہشام بن محمد
بن السائب الکلبی من علماء الجمہور
ان من جملۃ البغایا وذوی الروایات
صعبہ بنت الحضرمی وکانت لہ رایۃ
بمکۃ واستصفت بابی سفیان فوقع
علیہا ابو سفیان وتزوجہا عبید اللہ
عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد
بن تیم فجاءت بطلحۃ بن عبید اللہ
لستۃ اشہر فاختصم ابو سفیان و
عبید اللہ فی طلحہ فجعلا امرہما الی
صعبۃ فالحقتہ بعبید اللہ فقیل
لہا کیف ترکت ابا سفیان فقالت
ید عبید اللہ طلقۃ وید ابی سفیان بکرۃ

صاحب رایات زنا و فاحشہ عورتون سے
صعبہ بنت حضرمی مکہ مین تہی جسکے ہان علم
زنا تہا اور ابو سفیان کے پاس اوس کی
تعریف بیان کی گئی پس ابو سفیان اوس پر
چڑہ بیٹھا اور پہر صعبہ سے عبید اللہ بن
عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم نے
نکاح کیا جسکے چھہ ماہ بعد حضرت طلحہ پیدا ہوئے
پس ابو سفیان اور عبید اللہ مین حضرت
طلحہ کی (ابنیت) مین جہگڑا ہوا پس صعبہ
کو (فیصلے کیلئے) سرپنچ بنایا گیا تو اوسنے
حضرت طلحہ کو عبید اللہ کا نطفہ قرار دیا تو
صعبہ سے لوگون نے کہا کہ تونے طلحہ کو ابو سفیان
کا نطفہ کیون نہ بتایا اوسنے کہا کہ عبید اللہ

مرد سخی ہی اور ابو سفیان بخیل انتہی محصلاً اس عبارت کے آگے صاحب احقاق الحق
نے لکہا ہی کہ جن لوگون سے لگی کیجاتی تہی اور ممن کان یلعب بہ و یتخنث عبید اللہ
مخنث کا کام لیا جاتا تہا وہ ابو طلحہ یعنی عبید ابو طلحہ۔
اللہ نامے تھا انتہی اب انکار رسوخ فی الایمان جانچو تو بفضلہ یہان بہی صفر ہی کیا معنی
کہ معالم التنزیل تحت آیت وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا تنکحوا ازواجہ
ابدا ان ذلکم عند اللہ عظیما۔ مین لکہا ہی کہ یہہ آیت اون صحابی کی شان مین
نزلت فی رجل من اصحاب النبی نازل ہوئی تہی جنہون نے کہا تہا کہ اگر
قال لئن قبض رسول اللہ لانکحن آنحضرت انتقال کرین تو مین حضرت عائشہ
عائشۃ قال مقاتل ہو طلحہ سے نکاح کرونگا معاذ اللہ مقاتل بن سلیمان
بن عبید اللہ نے کہا کہ وہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ تھے
انتہی محصلاً پس اس روایت سی حضرت طلحہ کا حسن خلق و صلہ رحم و آداب پیغمبر و محبت
پیغمبر سب کچہہ ہویدا ہی۔ یہی مطلب ہے کہ جب عائشہ [illegible]
دوسرے دوست صادق حضرت سیف اللہ جنہون نے حضرت مالک بن نویرہ
صحابی کی جورو لیلی بنت سنان سی بغیر استبراو عدہ نکاح کیا اور حضرت فاروق اور اکثر
صحابہ اور جناب امیر نے چاہا کہ خالد کا رجم کیا جای مگر حضرت ابو بکر نے انکا رجم ہونے دیا۔
دیکہو تاریخ طبری اور وفیات الاعیان اور ابو الفداء وغیرہ۔
پس یہہ ہی عجیب شریف النسل اور طرفہ یہ ہی کہ ان انکے باپ کی نسبت تفسیر کشاف مین ہی
وکان ولید دعیا فی قریش لیس کہ یہہ ولید ایسا حرام زادہ تھا کہ اصل سے
من سنخہم ادعاہ ابوہ بعد ثمان قریش سے نہ تہا اسی ولید کے باپ مغیرہ
عشرۃ سنۃ من ولدہ وقیل بغت نے ولید کے اٹھارہ سالہ ہو جانیکے بعد ولید
امہ ولم یعرف اب کی ابنیت کا دعوی کیا تہا کہ یہہ میرا بیٹا ہے
اور کہا گیا ہی کہ ولید کی مان یعنی حضرت سیف اللہ کی دادی بیسوا اون سے تہین اور
ولید کا باپ معلوم نہین کہ کون تہا اور تفسیر مدارک تفسیر سورہ نون تحت آیت لا تطع

کل حلاف مہین ہماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذلک زنیم ۔
لکہا ہے جسکا مطلب یہہ ہے کہ جب آیت شریف نازل ہوئی تو حضرت سیف اللہ کے باپ نے اپنی ماں سے
کہا کہ محمد علیہ السلام نے میرے دس وصف بیان کئے مگر نو سے تو مین واقف ہون پر ولد الزنا ہونے
سے واقف نہیں ہون پس سچ بتا کہ مین کس کا نطفہ ہون ورنہ تجھے مار ڈالونگا اوسکی ماں نے کہا
کہ تیرا باپ مغیرہ نامرد تہا اور تو ایک چرواہے کا نطفہ ہے انتہی محصلاً اب رہی انکی شجاعت کی
شہرت تو جیسے فردوسی نے لکہا ہے منم کردہ از رستم داستان وگرنہ یلے بود در سیستان تو یہی
نقشہ یہان کا بہی ہے یعنی محمد بن اسحاق اور واقدی کا احسان ہے کہ اونہون نے انکو مرد بنا دیا
ورنہ رسول خدا کے زمانہ مین تو یہہ بہی بھگوڑون مین شریک تھے چنانچہ تاریخ طبری وغیرہ مین جنگ
حنین و تبوک کا بیان اور تفاسیر مین دیکہا جاے تو باجمال معلوم ہو جائیگا کہ یہہ سیف اللہ بہی
قطعی بھگوڑے تہے اور محمد بن عمر واقدی کہ جنہون نے خالد کو سیف اللہ بنایا اور جنگی فتوح الشام
وفتوح المصر وغزوہ عجم وغیرہ کتب مترجمہ اردو ملتی ہین اونکے صفات ابو المؤید خوارزمی نے
اپنی مسند ابی حنیفہ مین یہہ لکہے ہین جنکا خلاصہ یہہ ہے ۔

وقد ذکرہ الواقدی کذلک فی المغازی وقد طعنوا فیہ فقال یحیی بن معین وضع الواقدی علی رسول اللہ عشرین الف حدیث وقال احمد بن حنبل الواقدی یرکب الاسانید وقال ابن المدینی لا یکتب حدیثہ وقال الشافعی کتاب الواقدی کذب ۔

کہ یحیی بن معین دوست امام احمد بن حنبل نے کہا کہ واقدی نے رسول خدا پر بیس ہزار حدیثیں بنا لین اور امام احمد بن حنبل نے کہا کہ واقدی اسناد کو مخلوط کرتا تہا اور ابن مدینی اوستاد امام بخاری نے کہا کہ واقدی کی حدیث نہ لکہی جائے اور امام شافعی نے فرمایا کہ واقدی کی کتاب جہوٹی ہے انتہی ۔ میزان ذہبی مین بہی واقدی کو وضاع حدیث لکہا ہے

دوسرے محمد بن اسحاق صاحب سیرۃ یہہ بہی جہوٹون کے بادشاہ تھے چنانچہ میزان
ذہبی مین کئی علما نے ابن اسحاق کو کاذب نہین کذاب لکہا ہے اور امام مالک انکو دجال
فرماتے تھے اب رہا حضرت خالد کا رسوخ فی الایمان تو بفضلہ یہان بہی معرض ہے چنانچہ صحیح

وغیرہ مین ہے کہ جب جناب امیر علیہ السّلام نے یمن کو فتح کیا اور وہان کی ہندی سے ایک باندی کو آپ تصرف مین لائے تو انکو اور بریدہ بن اسلمی کو ناگوار ہوا اور آنحضرت سے ان دونون نے شکایت کی اسپر پیغمبر خدا غضبناک ہوئے اور فرمایا علیؑ نے جو کچھہ تصرف کیا اوسکا حق اس سے بہت زیادہ ہے۔ پس ناظرین اب حضرت حذیفہ کے قول مندرجہ ترمذی کنا نعرف المنافقین ببغضہم علیاً کو قصہ مذکور سے تطبیق دین تو خود اوسکا حد اوسط نفاق نکلیگا۔ اور کچھہ نہین۔

تیسرے حضرت ابوبکر کے گہرے دوست اور محسن کہ جنہون نے سب سے پہلے حضرت ابوبکر کی بیعت کی یہہ نباش یعنی گورکن تھے شرح الشرح نخبۃ الفکر فارسی الموسوم بہ تصحیح النظر صفحہ ۳۵۶ فصل المنسوبون الی خلاف الظاہر او نسب الی غیر ما یسبق الی الفہم مین لکہا ہے جسکا ترجمہ یہہ ہے کہ ابی عبیدہ کا باپ عبد اللہ نام ہے اور اوسکا نام عامر ہے اور عامر کا دادا جراح ہے لیکن جراح عامر کا باپ نہین۔ پس عامر کے باپ کے نام کا حذف و اسقاط قابل غور ہے کیونکہ عرب کا علم الانساب مشہور اور رمایہ فخر تھا پس ایسے نامی شخص کے کسی جد مین حذف ہونا علت سے خالی نہین۔ اب رہا انکا رسوخ فی الایمان تو ایک حدیث مشکوۃ مین یہ ہے کہ انہی ابو عبیدہ نے آنحضرت سے بطور فخر عرض کیا کہ جس خوبی سے ہمنے اسلام قبول کیا کسی اور نے بہی قبول کیا آنحضرت نے فرمایا کہ ایک قوم میرے بعد ہوگی جنہون نے مجھے نہین دیکھا وہ بہت افضل ہوگی انتہی ملخصاً مراد کچھہ کہ تم نہین۔

چوتھے دوست حضرت ابوبکر کے حضرت عثمان کہ جو انکے کہنے سے ایمان لائے یہہ بہی بزاز تھے ابو المنذر بن محمد بن السائب کلبی نے اپنی کتاب مین لکھا ہے۔

وعفان بن العاص ممن کان یتخنث ویلعب۔

کہ عفان بن العاص سے لوگ مخنث کا کام لیتے تھے اور اونسے دلگی کیجاتی تہی

اور یہہ بہی لکہا ہے۔

ممن کان یلعب بہ و یتخلّع عفان ابو عثمان فکان یضرب بالدفوف

کہ جس سے دلگی کیجاتی تھی اور اپنا نسب دو مردون سے لگاتا تہا وہ عفان عثمان کا

باپ تہا جو دف بجاتا تھا۔

تاریخ کامل ابن اثیر مین حضرت عثمان کا قول ہی دانی فی رہط عبلۃ وقلت معاش یعنی مین اوس خاندان سے ہون جو قلیل مقدور ہین حضرت غنی کے اس قول کی تصدیق حیوۃ الحیوان دمیری سے ہوتی ہے چنانچہ کتاب مذکور مین ہے کہ حضرت عثمان کی حقیقی بہن بنت عفان مشاطہ گری کرتی تہین اور اصابہ فی معرفۃ الصحابہ مین ہے کہ انہی آمنہ کے شوہر حکم بن کیسان جو بنی مخزوم کے غلام تھے وہ حجامی کرتے تھے اب بنی مخزوم کو غور کرو کہ وہ کون تھے کہ جنکا راس الرئیس ابوجہل بن ہشام تہا جو ذات کا لوہار اور فاروق کا حقیقی ماموں تہا اور مجمع الامثال مین میدانی نیشاپوری نے لکھا ہے کہ ابوجہل کو علت ابنہ تہی بلکہ بنی مخزوم اور مہاجرین بہی ایسے ہی مذاق کے تھے اور ابوجہل کی اس علت کی تصدیق مولانا جلال الدین سیوطی نے حاشیہ علی القاموس والقانون مین کی ہے جسکو صاحب ضربت حیدریہ نے صفحہ ۱۳۳ مین لکھا ہے اب انہی حضرت غنی کے داماد وزیر اعظم مروان بن حکم طرید رسول جنکی تعریف مین پیغمبر خدا نے الوزغ ابن الوزغ والملعون ابن الملعون فرمایا ہے تو یہہ امیہ مبیوا کے بطن سے تھے جو ام حنبل کے نام سے مشہور تھی اور یہہ اون معزز بیسواؤن سے تھی کہ اسکے ہان بہی رایت زنا تہا۔ تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی مین ہے وکان مروان لا یعرف لہ اب یعنی مروان کا باپ معلوم نہیں کہ کون تہا۔ سخاوتین جو انکی مشہور ہین وہ سب مصنوعی اور وہ بہی غنیمت کے حلال ہوجانیکے بعد کی ہین اسکے قبل اللہ کا نام تہا۔

دوم باپ کا پیشہ وہ خوبی کا اور اوسپر لقب عفان تو ایسی صورت مین مالداری کیا توقع ہوسکتی ہے اب رہی حیاء عثمانی جو انکی صفت خاص ہے بس اوسکے ملاحظہ سے صاحبان فہم حیا کا بہی اندازہ کرلینگے اور رسوخ فی الایمان کا بہی۔ چنانچہ بخاری کتاب الجنائز باب تدفین مین ایک حدیث ہی جسکا حاصل یہہ ہے کہ راوی نے کہا ہم رسول خدا کی بیٹی کے جنازہ مین شریک تھے اور آنحضرت قبر پر بیٹھے تھے ہمنے دیکھا کہ اونکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے پہر فرمایا کہ تم مین سے کوئی شخص آج کی شب مرتکب

مقارفت یعنی مرتکب جماع تو نہین ہوا۔ ابوطلحہ نے کہا کہ وہ مین ہون آنحضرت نے فرمایا تم قبر مین اترو پس وہ اوترے اس حدیث کی شرح مین حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری مین لکھا ہے مصنف نے لفظ مفارقت کے آگے فلیح کی روایت کے بعد اسقدر

قوله لم یقارف زاد المصنف فی مابعد عن فلیح اراه یعنی الذنب وفی روایة ثابت لا یدخل القبر احد قارف اهله البارحة فتنحی عثمان وحکی الطحاوی انه قال لم یقارف تصحیف کانه استبعد ان یقع لعثمان ذلك لحرصه علی مراعاة خاطر الشریف ویجاب عنه باحتمال ان یکون مرض المرأة طال واحتاج عثمان الی الوقاع ولم یظن عثمان انها تموت تلك اللیلة ولیس فی الخبر ما یقتضی انه واقع بعد موتها ولا حین احتضارها والعلم عند الله۔

بڑھا دیا ہے کہ لفظ مقارفت سے آنحضرت کی مراد جماع معصیت تہا ثابت کی روایت مین یون ہے کہ جسنے رات کو اپنی اہلیہ سے جماع نہ کیا ہو وہ قبر مین اوترے (اس ارشاد پر تو عثمان پیچھے ہٹ گیے) اور طحاوی سے یہہ منقول ہے کہ لفظ مقارفت مین تصحیف یعنی کاتب کی غلطی ہے (ابن حجر کہتے ہین) کہ گویا طحاوی اس امر کو حضرت عثمان سے حالت نزاع مین ایسی حرکت ہونیکو عجیب سمجھے کیونکہ (اونکے نزدیک تو) عثمان آنحضرت کے پاس خاطر کے بڑے حریص تھے گمان ہوتا ہے کہ زوجہ عثمان کے مرض کو طول ہوا ہو اور عثمان کو خواہش جماع دامنگیر ہوئی اور اونکو (اوس جوش مین) خیال نہ ہا کہ وہ اسی شب مین مرجائینگی حدیث مین ایسی کوئی بات نہین ہے کہ جس سے یہہ نکلتا ہو کہ عثمان کی یہہ مجامعت زوجہ کے مرنیکے بعد واقع ہوئی اور نہ اون صاحبزادیکی جانکنی کے وقت مجامعت کا ہونا نکلتا ہے اور اسکی خبر خدا کو ہے انتہی محصلاً حافظ صاحب نے جس حدیث کی یہہ شرح کی ہے اور احتمالات کے رد کیے ہین وہ سب ایکطرف اور والغیب عند اللہ کا فقرہ ایکطرف ہے پس جنکو حدیث کا مذاق اور اونکے شروح دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے وہ اصل واقعہ کو سمجھ گئے ہونگے ہم بھی علماء اہلسنت کے اس اجتہاد پر پریشان اور ماخذ

کی تلاش مین تھے کہ ان بزرگون نے وطی میت پر جو حکم دیا ہے کہ اس سے نہ غسل لازم آتا ہے اور نہ وضو ناقص ہوتا ہے تو اسکا کیا سبب ہے لیکن اب معلوم ہو گیا کہ اسکے جواز کا ماخذ یہہ سند معتبر و نص صریح تھی۔

اسکے علاوہ حضرت ابوبکر کے دوست ابوسفیان پدر معویہ تھے جو مشہور زانی جنہون نے حضرت طلحہ کی والدہ اور زیاد بن جبید کی مان سمیہ سے زنا کیا اور اونسے یہہ اولادین پیدا ہوئین (دیکھو تنزیہ الانساب) اور یہہ ایسے پیارے دوست صدیق تھے کہ جب حضرات سلمان و صہیب و بلال نے ابوسفیان کو دیکھا اور کہا کہ اس دشمن خدا کی گردن سے اللہ تعالی کی تلوارون نے پورا حق ادا نہین کیا تو حضرت ابوبکر بگڑ گئے اور کہا کہ تملوگ ایک بزرگ قریش کی نسبت ایسی گستاخی کرتے ہو اور پہر یہ قصہ آنحضرت تک گیا اور آنحضرت نے بھی سلمان و صہیب کی حمایت کی اور انجام کار اون مقدس صحابیون نے حضرت ابوبکر کو یہہ دعا دی کہ اے بہائی اللہ تمھاری مغفرت نہ کرے انتہی ملخصاً۔
دیکھو صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضیلت سلمان)

الغرض حضرت ابوبکر اور اونکے جسقدر گہرے دوست تھے وہ سب کے سب ایسے ہی تھے کوئی اونمین شریف نہ تہا نہ امیر ابن امیر نہ متقی پرہیزگار نہ خدا ترس۔ اور حضرت اسامہ کی نہ ایسے لوگون سے رشتہ داری تھی اور نہ دوستی۔

ناظرین یقین جان لین کہ اگر ہم افضلیت اسامہ و مفضولیت ابوبکر کو بطور محققین لکھنا شروع کرین تو یہہ کتاب کئی جلدون مین تمام ہوگی لیکن ہمنے نہایت قطع و برید کر کے اور وہ بھی باختصار لکہا ہے تاکہ ناظرین پر اسکا مطالعہ وبال نہو جاے۔

مفضولیت شیخ دوم

یعنی مفضولیت حضرت فاروق رضی اللہ عنہ۔ یہہ تو عیان راچہ بیان چنانچہ تاریخ طبری مین ہے کہ جب حضرت فاروق کو حضرت ابوبکر نے بہی ماتحت اسامہ بنا کر بہیجا تو لوگون نے

انہین واپس کیا اور کہا کہ خلیفہ سے کہو کہ وہ کسی بزرگ کو اس لشکر پر امیر بنائے اور انہون نے یہہ پیغام ادا کیا تو حضرت ابوبکر نے اچک کر حضرت عمر کی ڈاڑہی پکڑ لی اور کہا کہ اے ابن خطاب

فوثب ابوبکر وکان جالساً فاخذ بلحیۃ عمر فقال لہ ثکلتک امک وعدمتک یا ابن الخطاب استعملہ رسول اللہ صلعم وتامرنی ان انزعہ —

رسول اللہ نے تو اسامہ کو امیر بنایا اور تو مجھے حکم دیتا ہے کہ مین اوس سے اوس کی امارت چہین لون انتہی مھلاً

اور تاریخ کامل ابن اثیر اور تاریخ الخلفا سیوطی اور ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۲۸ وغیرہ مین حضرت فاروق کی نسبت حضرت ابوبکر کا یہ قول مشہور ہے۔

اجبار فی الجاھلیۃ وخوار فی الاسلام کہ زمانہ جاہلیت مین تو بڑا ظالم تہا اور مسلمان ہونیکے بعد بہی تو بہت بڑا ذلیل ہے۔ پس حضرت صدیق کا ایسا فرمانا جہوٹ نہین ہو سکتا یہی وجہہ تہی کہ حضرت فاروق کی اُچک کر ڈاڑہی پکڑ لی ورنہ کسی شریف کے ساتہہ ایسا واقعہ پیش آتا تو مزا چکھا دیتا اسکے علاوہ حضرت صدیق کا اپنے زمانہ خلافت مین بہی حضرت اسامہ کا ماتحت بنا دینا مفضولیت فاروق کی دلیل قطعی ہے اسی سبب سے حضرت فاروق اپنے زمانہ خلافت مین حضرت اسامہ کی سروقد تعظیم دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہہ ہمارے سردار ہین افسوس اون علماء پر جو حضرت فاروق کو اسامہ سے افضل بنا کر شیخین کو جہوٹا ثابت کرتے ہین۔

حسب فاروق

حضرت فاروق کا قبیلہ مفلسی مین ضرب المثل تہا چنانچہ صراح لغت عدو مین لکہا ہے یقال ہولاء قوم عدی ای غرباء ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۱۰۳ مین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے جہان عمرو عاص کی بددیانتی کا حال لکہا ہے وہان عمرو عاص کا یہہ قول لکہا ہے۔

لعن اللہ یوما کنت فیہ والیا لابن الخطاب واللہ لقد رایتہ ورایت

خدا اوس دن پر لعنت کرے جو مین عمر بن خطاب کی طرف سے عامل بنون خدا کی قسم

اباہ وان علی کل واحد منہما عباءۃ قطرانیۃ موتزر بہا ما تبلغ ما بین رکبتیہ وعلی عنق کل واحد منہما حزمۃ من حطب وان العاص بن وائل لفی من درات الدیباج۔

مینے خود عمر اور اونکے باپ کو دیکھا ہے کہ ان دونون مین سے ہر ایک کے بدن پر ایک قطران کی چادر رہتی تھی جو انکے صرف گھٹنون کو ڈہانک لے اور ہر ایک کی گردن پر لکڑیون کا گٹھا رہتا اور ہیرا باپ عاص بن وایل لباس دیباج یعنی قیمتی لباس مین رہتا تھا انتہی محصلاً اگرچہ صاحب قول ہی روایت حیواۃ الحیوان دمیری بازاری یعنی ذات کے قصائی ہین لیکن حضرت فاروق کے گہرے دوست ہین اس بنا پر یقین ہوتا ہے کہ یہہ قول مذکور ابن عاص کا بالکل حق ہے اسکے علاوہ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ کے جزو ثانی بیان اسلام عمر مین ابی احمد عسکری کی تصانیف سے یہہ باتین لکھی ہین۔

ان عمر خرج عسیفا مع الولید بن المغیرۃ الی الشام فی تجارۃ للولید وعمر یومئذ ثمانی عشر سنۃ فکان یرعی للولید ابلہ ویرفع احمالہ ویحفظ متاعہ

کہ بیشک حضرت عمر ولید بن مغیرہ کے ساتھہ مزدور بنکر ملک شام کی طرف ولید کی تجارت کیواسطے چلے تو اوسوقت حضرت عمر کا سن اٹھارہ برس کا تھا اور ولید کے اونٹون کو چراتے تھے اور اوسکے ہان حمالی کرتے تھے اور چوکیداری الفاروق شبلی سے بھی پایا جاتا ہے کہ آپ ابتدا مین اونٹون کے چرواہے تھے اور یہہ روایات بالکل صحیح ہین کیونکہ اونٹون مین رہتے رہتے کھڑے رہ کر پیشاب کرنیکی عادت جو آپکی ہوگئی تھی تو وہ تاحیات ترک نہو سکی چنانچہ بکثرت کتب صحاح و شروح صحاح وغیرہ مین آپکا یہہ قول درج ہے البول قائماً احصن للدبر یعنے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے سے دُبر کی حفاظت ہوتی ہے (التحدیث فی رد العاملین بالحدیث) روضۃ الاحباب وغیرہ کتب سے گہاٹ کا پیشہ پایا جاتا ہے چونکہ دو قبیلون مین آپ صلح یا لڑائی کرادیتے کے اوستاد تھے اسی وجہہ سے اوس وقت کے یہود و نصاری نے فاروق کا خطاب عنایت کیا تھا اور نہایت المطلب حنبلی مین جو یہہ ہے کہ۔

ان عمر بن الخطاب کان قبل الاسلام

کہ عمر بن خطاب قبل قبول اسلام کے

نخاس الحمیر بیچتے تھے۔

تو یہہ روایت محض غلط ہی کیا معنی کہ ہندوستان جہان گدہے بہت سستے ہین اونکی قیمت دس بارہ چودہ روپیہ ہے اور خچرون کی اون سے بہت زیادہ ہے اور عرب مین تو اس جانور کی بہت قیمت ہے۔ پس مفلس شخص کیا گدہے بیچ سکتا ہے ہان اتفاقاً اوائل زمانہ مین گدہون کی دلالی مین کبھی کچھہ ملگیا ہو تو کچھہ عجب نہین چنانچہ بعض احادیث صحیح مسلم و کنز العمال سے اشارۃً آپکا دلال ہونا پایا ہی جاتا ہے صحیح مسلم کی حدیث کا بقدر ضرورت یہہ مطلب ہی کہ ایک حدیث حضرت عاصم کو معلوم تہی حضرت فاروق کو نہ معلوم تھی جب حضرت فاروق نے عاصم سے اوسکے حدیث رسول ہونیکے گواہ طلب کئے تو ایک صحابی نے گواہی دی کہ بیشک یہہ حدیث رسول ہے اوسوقت حضرت فاروق نے ایک افسوس کے لہجہ مین کہا۔

خفی علی من امر رسول اللہ الھانی عنہ الصفق بالاسواق

کہ مجھسے یہہ بات پوشیدہ رہ گئی اور بازارون کی گردش نے مجھے کہیل مین ڈالدیا آنحضرت کی خدمت سے انتہی محصلاً۔ پس بایع و مشتری کی روشناسی بازارون کی گردش سے بآسانی ہو سکتی ہے۔

کنز العمال مین ایک حدیث ہی جسکا بقدر ضرورت مطلب یہہ ہے کہ حضرت فاروق نے اپنے زمانہ خلافت مین ابی بن کعب سے اپنی قراۃ کے خلاف کسی آیت کی قراۃ سنی تو ابی کو بلا بہیجا اور پوچھا کہ تو اسطرح کیون پڑہتا ہے ابی نے اس شدت کے جواب مین کہا کہ

فانطلق الی ابی فقال لہ ابی شغلنی القران وشغلک الصفق بالاسواق اذ تعرض رداءک ببا العجماء۔

ہم رسول خدا کی خدمت مین قرآن سیکھتے تھے اور تمہارا یہہ وتیرہ تھا کہ بازارون مین ہاتہہ پر ہاتھ مارتے پہرتے تھے جبکہ تم اپنی چادرین عجما کے دروازہ پہ دکہایا کرتے تھے انتہی

دراسی مضمون کی حدیث اسی کتاب مین ہے اور اوس مین یہ الفاظ ہین۔

وانت یلھیک یا عمر الصفق بالبقیع فقال عمر صدقت

اے عمر تم بقیع کے بازار مین کوچہ گردی کیا کرتے تھے عمر نے کہا اے ابی تم سچ کہتے ہو انتہی

ملخصاً پس دلالون مین یہہ سنت فاروقی آجتک جاری ہے کہ انگلیون کے اشارے مقرر ہین اور ایک دلال دوسرے دلال کے ہاتھہ مین ہاتھہ لیکر چیز کی قیمت کی مقدار بتا دیتا ہے اور لاکھون کے وارے نیارے ہو جاتے ہین اور صراح باب الشین فصل الباء لغت برطش صفحہ ۲۵۵ مین جو ہے۔

مبرطش دلالی و کوشش کنندہ درمیان بایع و مشتری دکان عمر فی الجاهلیة مبرطشا او ھو بالسین المھملة۔

کہ حضرت فاروق زمانہ جاہلیت مین دلالی کرتے تھے تو یہہ بات اسناد بالا کے خلاف ہے دوم حضرت سیف اللہ کے باپ ولید بن مغیرہ کے ہان اٹھارہ سال کی عمر سے کئی سال تک تو حمالون اور چوکیدارون مین حضرت فاروق نے بسر کی اور چھبیس سال کی عمر مین مسلمان ہو گئے۔ اور یہہ فن بہی علم تجارت کی پوری واقفیت کے بعد حاصل ہوتا ہے تو اسقدر موقع زمانہ جاہلیت مین بحالت مفلسی و ہیزم فروشی کہان میسر ہوا اگرچہ حضرت فاروق کے تمام پیشے عقلاً معیوب نہین لیکن ملک ایشیا مین ایسے پیشہ کے لوگ ضرور ذلیل و خوار سمجھے جاتے ہین اور حضرت اسامہ بن زید کا کوئی پیشہ ذلیل دیکھنے اور سننے مین نہین آیا۔

اب حضرت اسامہ سے حضرت فاروق کے نسب کا مقابلہ کرو تو سوا ے غلام زادہ ہونیکے اور کوئی ظاہری رذالت نہین لیکن اون کی مان پیغمبر خدا کے والد ماجد کی باندی تہین جنکی تعریف سورہ انعام مین ہے وکلا فضلنا علی العالمین ومن اٰبائهم وذریاتهم الخ اور پیر پنجتن پاک کی باندی گری میسر ہوئی جسکے سبب وہ بادشاہون کی آقا تہین اور ایسے ہی مراتب حضرت زید کے ہین جو ابن محمد کہلاتے تھے اور حضرت فاروق کی مان حنتمہ جسکے معنی کالی ہانڈی یا ظرف یا کالی گہڑا کے ہین نہایہ ابن اثیر مین ہے۔

حنتمہ ام عمر بن الخطاب وھی بنت ھشام اخت ابی جھل

حنتمہ عمر بن خطاب کی مان ہشام کی بیٹی ابو جہل کی بہن تہین۔

اور حیات الحیوان دمیری لغت جرذ مین ہے کہ ابی جہل لہار تہا۔ اور حضرت فاروق کے والد ماجد صہاکہ کے بطن سے تھے جنکی مختصر تعریف تنزیہۃ الانساب من شیوخ الاصحاب مین شرح

نہج البلاغہ سے منقول ہی جسکا خلاصہ یہہ ہے۔

سئل النقیب ابا جعفر عن ھذا الحدیث فی عمرو فقال ان عمرو فخر علی عمر لان ام الخطاب زنجیۃ تعرف بباطحلی تسمی صھاک و ام عمرو عاص النابغۃ امۃ من سبایا العرب فقال امۃ عربیۃ من عنزۃ۔

نقیب ابو جعفر سے عمرو بن عاص کے بارہ میں پوچھا گیا تو اوسنے کہا کہ بیشک عمرو عاص عمر بن خطاب سے افضل ہیں کیونکہ ام خطاب حبشیہ باندی جسکا نام صہاک تہا باطحلی یعنی (فربہ اندام یا سیاہ یا اکثر کایا متعفن) کے لقب سے مشہور ہی اور ام عمرو عاص مسماۃ نابغہ قوم عنزکی عرب زاد لونڈی تہی۔

اور معارف ابن قتیبہ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۹۵ میں صہاک کی یہہ صفت بہی لکہی ہے۔

کان الخطاب بن نفیل من رجال قریش وامہ امراءۃ من فھم وکانت تحت نفیل فتزوجھا عمرو بن نفیل بعد ابیہ فولدت لہ زید و امہ ای ام الخطاب و زید و ھی واحد

خطاب بن نفیل عام لوگوں سے تہا اور اوسکی ماں قبیلہ فہم سے تہی اور وہ نفیل کی جورو تہی اپنے باپ کے مرنیکے بعد عمرو بن نفیل نے اپنی ماں سے جماع کیا تو اوس سے زید پیدا ہوا اور زید و خطاب کی ماں ایک تہی انتہی محصلاً

تہریعۃ الانساب میں مختلف کتب کی اسناد اس مضمون کی ہیں اور ان صہاک کا سمرسپے بہی ملوث ہونا لکہا ہی اور فتح الباری کتاب الفتن سے لکہا ہی کہ حضرت فاروق بطن حبشیہ سے صہاک سے تھے لیکن اس سند کو ہم نے تلاش کیا تو ہمکو کتاب مذکور میں نہیں ملی۔

شجاعت فاروق۔ اسکا حال تو حصہ اول صفات عصمت امامی میں جہنیوں سے بھاگنا کوچلے جرءت فاروق تو یہہ آیہ حجاب کے نزول کے قبل پردہ سے مردانہ میں نہ آسکتے ان دو مواقع پر پائی ہی ایک اوسپر جو اسیر کرکے لایا جاتا تہا چنانچہ صحیحین وغیرہ میں چار پانچ نقد مختلف مواقع کے موجود ہیں جن میں حضرت فاروق کے یہ اقوال ہیں دعنی اضرب ھذا المنافق اور ذرنی یا رسول اللہ حتی اقتلہ۔ ان سب کا یہی مطلب ہے کہ یا رسول اللہ مجہے چہوڑ دیجئے کہ میں اس منافق کو قتل کروں دوسرا موقع جرءت کیلئے

رسول خدا کو ڈھکیل دیا جو دنیا جسکی گواہ صحاح ہیں کہ منافق کے جنازہ کی نماز پر پیغمبر خدا کو گھسیٹ لیا
عمر بن عبدود کے مقابلہ کے وقت ٹکڑا تو ڑ جواب دیدیا۔ صلح حدیبیہ مین الست نبی اللہ
حقا کا غل مچادیا اور اسی صلح حدیبیہ مین پیغمبر خدا کی کمر سے لپٹ گئے جسکا حال رسوخ فی
الایمان مین آئیگا انشاء اللہ تعالی۔

حسن خلق فاروق تو اس مین آپ حجاز مین فظ غلیظ مشہور تھے اور اپنی خلافت
کے پہلے خطبہ مین اپنی نسبت خود ہی آپنے فرمایا تھا۔

سخاوت فاروق تو خاندانی محتاج اور بعد اسلام نو دولتی ہین دل کہان سے لاتے
ہان اپنی خلافت مین سخاوت کی تو وہ بہی شریف سے نہین کی چنانچہ خطیب بغدادی نے
اپنی تاریخ مین عکرمہ سے روایت کی ہے۔

عن عکرمہ ان حجاما کان یقص عمر
بن الخطاب وکان رجلا مہیبا
فتنحنح فاحدث الحجام فامر لہ
باربعین درہما۔

کہ ایک دن حضرت فاروق حجامت
بنوا رہے تھے (غالباً استرا لگ گیا ہوگا)
چونکہ یہہ مہیب صورت کے آدمی تھے اور
بے طور کھنکارے پس حجام کا خوف کے
مارے گوز صادر ہوا اور جناب موصوف نے چالیس درہم انعام کا حکم دیا۔ افسوس کہ ایسی
غلط بخشی بھی کسی شریف کے ساتھہ میسر نہوئی۔

معونت فاروق تو ماشاء اللہ وہ مشہور سوطی ہین بحوالہ صحیح مسلم حضرت حذیفہ بن الیمان
سے مروی ہے

وکان رسول اللہ یصلی من اللیل فی
لیلۃ باردۃ ما ادرکنا قبلہ ولا بعدہ بردا کان
اشد منہ فقال الا رجل یذہب الی
ہولاء فاتینا بخبرہم جعلہ اللہ معی
یوم القیمۃ قال فما قام انسان فسکتوا
ثم دعاء فسکتوا قال یا ابابکر فقال ابوبکر

وہ فرماتے ہین کہ لیلۃ الاحزاب یعنی شب
جنگ خندق مین ہم رسول خدا کے ساتھ
تھے اور رسول خدا نماز شب پڑہ رہے
تھے اور وہ رات ایسی سرد تھی کہ جیسے
ایسی سرد نہ اس سے پہلے کبھی دیکھی تھی اور
نہ اوسکے بعد اوسوقت آنحضرت نے فرمایا

استغفر اللہ و رسولہ قال رسول اللہ صلعم ان شئت ذہبت قال یا عمر فقال فاستغفر اللہ و رسولہ قال رسول اللہ صلعم ان شئت ذہبت قال یا حذیفہ قلت لبیک یا رسول اللہ فقمت حتی اتیت الخ۔

کوئی ایسا ہے جو لشکر کفار کی خبر لا کر دے تو خدا تعالی قیامت مین اوسکو میرے ساتھ رکھے گا۔ (حذیفہ) کہتے ہین کہ اس ارشاد پر ہم مین سے کوئی کھڑا نہین ہوا پھر آنحضرت نے فرمایا پھر سب دم بخود رہ گئے آنحضرت نے فرمایا اے ابوبکر۔ ابوبکر نے عرض کیا کہ مجھے معاف فرمائے آنحضرت نے فرمایا تو چاہتا تو جا سکتا تھا پھر آنحضرت نے فرمایا اے عمر اونہون نے بھی کہا مجھے بخشئے پھر آنحضرت نے فرمایا اگر تو چاہتا تو جا سکتا تھا پھر آنحضرت نے فرمایا یا حذیفہ مین نے لبیک کہا اور لشکر کفار سے خبر لا کر دی انتہی محصلاً۔

جاہ و حشم دنیا سے حضرت فاروق کی بے رغبتی تو اسکی تصویر امام غزالی نے سر العالمین فی کشف الدارین کے صفحہ ۹ مین کھینچی ہے وہ فرماتے ہین کہ جمہور علماء نے حدیث غدیر خم کے صحیح

واجمع الجماھیر علی متن الحدیث فی یوم غدیر خم وھو یقول علیہ السلام من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بن الخطاب بخ بخ لک یا ابا الحسن اصبحت مولائی ومولا کل مومن و مومنۃ فھذا التسلیم و رضی و تحکیم ثم بعد ذلک غلب الھوی لحب الریاسۃ وحمل عمود الخلافۃ وعقود البنود وخفقان الھواء فی قعقعۃ الرایات واشتباک ازدحام الخیول وفتح الامصار وسقاھم کاس الھوی فحملھم الی الخلاف فعادوا الے

ہونے پر اتفاق کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جسکا مین مالک ہون علی بھی اوسکے مالک ہین پس عمر بن خطاب نے کہا مبارک ہو مبارک اے علی کہ آج تم تمام مومن و مومنات کے مالک ہو گئے پس اس مولائیت کے مان لینے اور حکومت قبول کرنیکے بعد خواہش نفسانی نے ریاست و حکومت کے لینے کے واسطے غلبہ کیا حکومت کلہا تھہ آنا۔ خلافت کا جھنڈا ہر دیار و امصار مین گڑ جانا علم کے پھریرون کا ہوا مین اوڑنا سوارونکا جلوس مین چلنا گھوڑون کی ٹاپون کا مثل جال کے معلوم ہونا اور شہرون کا فتح ہونا۔

الخلاف الاول فنبذوه وراء ظهورهم واشتروا ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون

ان سب خیالات نے اونکو یعنی شیخین کو جام خواہش نفسانی پلادیا اور اوسی مدہوشی نے اونکو خلیفہ بنادیا اور جیسے (قبل قبول اسلام مخالف پیغمبر تھے) ویسے ہوگئے اور اس عہد شکنی کے ساتھ ادنی چیز کو خرید الیس کیا بری چیز خریدی انتہی محصلاً۔

تقوی فاروق پس اسکی نسبت ہم سے نہ پوچھو ترمذی کتاب التفسیر باب سورہ بقرہ دیکھو کہ جب حرمت شراب کے بارے مین آیت نازل ہوتی تھی تو حضرت فاروق ہی کو بلایا جاتا تھا اور یہہ اللّٰہم بین لنا فی الخمر شفاء فرمادیتے تھے یعنی اے خدا یہہ حکم تو حرمت خمر کیلئے صاف نہین اور واضح حکم بھیج۔ ظاہر ہے کہ حکم خدا ایکبار ہوجانا کافی ہے ایک ہی باب مین کئی احکام امتناعی کا نزول یہہ بے ضرورت تھا مگر چونکہ حجت خدا پوری کرنی تھی باینوجہ مکرر احکام نازل فرمائے۔

حیار فاروق تو اسکی نسبت دو واقعے پیش کر دیتے ہین ناظرین اسکا خود تصفیہ فرمالین **کنز العمال** کتاب الصوم ترجمہ المبیح والمفسد مین سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ حضرت فاروق ایک

عن سعید بن المسیب قال خرج عمر بن الخطاب علی اصحابہ فقال افتونی فی شئ صنعتہ الیوم فقال ما هو یا امیرالمومنین قال مرت بی جاریۃ فاعجبتنی فوقعت علیها وانا صائم فعظم علیها القوم۔

دن اپنے اصحاب کے پاس آئے اور کہا کہ تم مجھے کیا اوس باب مین فتوی دیسکتے ہو جو مین نے آج کام کیا ہے صحابہ نے عرض کیا اے امیرالمومنین وہ کیا آپنے فرمایا کہ ایک باکرہ لڑکی جا رہی تھی اوسنے مجھے لبہالیا پس مین اوسپر چڑھ بیٹھا حالانکہ مین روزہ دار ہون پس صحابہ کو اچنبا ہوا

انتہی محصلاً۔

دوسرا واقعہ تاریخ الخلفا سیوطی بیان فاروق فصل فی نبذ من اخباره وقضایاه صفحہ ۹۶ مین ہے کہ ایک عورت اپنے شوہر کے فراق مین کچھ اشعار عاشقانہ گا رہی تھی اور اوسکے ہجر مین نالان دگریان تھی۔ اس عورت کے جذبات شہوانی و نالہائے خواہش نفسانی تاڑ کر حضرت فاروق نے تسلی فرمائی۔ اور کہا کہ تو اپنی تئین سنبھالے رہ تیرا خاوند آنے والا ہے پھر آپنے اوسکے خاوند کے بلانے کا انتظام کر دیا اوسکے بعد جناب موصوف

ثم دخل علی حفصۃ فقال انی سائلک

عن امر قد اهمنی فافرجیه عنی کم مدة تشتاق المراءة الی زوجها فخفضت راسها واستحییت قال فان الله لا یستحیی من الحق فاشارت بیدها ثلثة اشهر والا فاربعة اشهر

اپنی بیٹی ام المومنین حفصہ کے پاس گئے اور کہا اے بیٹی مین تجھ سے ایک بات پوچھتا ہون جس نے مجھے غم مین ڈالا ہی تو بیان کرکے رفع غم کردے (وہ یہ کہ) کتنے دنوں مین عورت مرد کی مشتاق جماع ہوجاتی ہے یہہ سوال سنکر حضرت حفصہ نے شرماکر سر جھکالیا حضرت فاروق نے فرمایا کہ بیشک اللہ حق بات سے نہین شرماتا ہے (اس کہنے پر) حضرت حفصہ نے انگلیون سے اشارہ کیا جس کا یہ مطلب تھا کہ عورت تین ماہ یا حد درجہ چار ماہ کے بعد مفتون جماع ہوجاتی ہے انتہی محصلاً اگرچہ اس مدت کی تحقیق ازواج سے یا کنیزون وغیرہا سے ممکن تھی لیکن یہ نہ پوچھنے کی بات جوان رانڈ بیٹی سے پوچھ بیٹھے اور کچھ پروا نہ کی۔!

رسوخ فی الایمان حضرت فاروق کا لکھنا کامل طور پر تو علما و محققین سے بھی ممکن نہین مگر ہان بطور اشارات بعض قصص مشہورہ کے حوالے دئے جاتے ہین اور صرف ایک قصہ کو چند اسناد کے ساتھ پیش کردیا جاتا ہے۔

نزول وحی خدا پر پیغمبر خدا نے حضرت ابوہریرہ کو من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ کی منادی کیلئے اپنی نعلین مبارک دیکر بھیجا اور بغیر رعایت اہانت مولی حضرت فاروق نے حضرت ابوہریرہ سے دھول دھپا کیا اور آنحضرت سے عرض کیا کہ لوگ عبادت خدا ترک کردینگے اس حدیث صحیحین مین سوچنے کی بات یہہ ہے کہ آیا اس منادی کے قبل لوگون کی ترک عبادات کا علم خدا و رسول کو بھی تھا یا نہ تھا اگر تھا تو حضرت فاروق کا رسوخ فی الایمان معلوم اور جو نہ تھا تو اسلامی ہندورہ ہی مہمل ہے اسکا ترک اولی والنسب ہے۔

ابی بن مسلول منافق کے جنازہ کی نماز کا قصہ کہ آنحضرتؐ کو حضرت فاروق نے گھسیٹا اور نماز نہ پڑھنے دی اور پھر پیغمبر کے خلاف حضرت عمر کی رائے مطابق

وحی نازل ہوئی یعنی منافق کے جنازہ کے نماز کی ممانعت ہوگئی اور ایسی ہی
مخالف وحی کا نزول کتب صحاح سے کئی مقام پر ہوا ہے۔ چنانچہ قصہ اسیران بدر
مین اور پردہ کے باب مین پس ان قصص سے معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ پیغمبر خدا
کو کچھہ فہم نہ تھا بلکہ حضرت فاروق ان واقعات سے شریک فی النبوة ثابت ہوتے
ہین اور اگر نفس الامر مین پیغمبر خدا کا فہم درست تھا اور حضرت فاروق شریک
فی النبوة نہ تھے تو رسوخ فی الایمان غائب بلکہ اوس کے برعکس نتیجہ ہویدا۔
ان قصص کے علاوہ صلح حدیبیہ مین الست بنبی اللہ حقا کا شور و غل توریت
کے قراءت پر پیغمبر خدا کی حضرت فاروق پر غضبناکی اقرع بن حابس کی امارت کا
جھگڑا اور آیت لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی کا بحق شیخین نزول
انحراف جیش اسامہ ان الرجل لیہجر کا شور و شغب غرض بکثرت قصص ان
بزرگ کے فسادات اور مخالفت رسول کے ہین جنکی تفصیل اس مختصر مین نہین ہوسکتی
خصائص نسائی صفحہ ۳۱ ذکر صلح حدیبیہ مین ہے کہ قبل ترتیب صلحنامہ کچھہ لوگ
آنحضرت کے پاس آئے اور کہا کہ ہم آپکے ہمسایہ اور حلیف یعنی ہم عہد ہین آپ
ہمارے غلامون کو واپس دیجیے جو آپکی طرف بھاگ کر آگئے ہین انکو اسلام اور فقہ اسلام
سے رغبت نہین ہے پس آنحضرت نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ تو اس باب مین کیا کہتا ہے
اونہون نے عرض کیا کہ یہ مشرک سچ کہتے ہین کہ آپکے پڑوسی اور حلیف ہین پس آنحضرت

فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انهم
لجیرانك وحلفاؤك فتغیر وجه النبی
ثم قال لعمر ما تقول فقال صدقوا
لجیرانك وحلفاؤك فتغیر وجه النبی
ثم قال یا معشر قریش واللہ لیبعثن
اللہ علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ
قلبه بالایمان فلیضربنکم علی الدین

غضبناک ہوئے پھر عمر سے فرمایا کہ تیری
کیا رائے ہے اونہون نے بھی یہی کہا
کہ مشرک سچے ہین پس آنحضرت
اور بھی غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ
قریشیو خدا کی قسم تم پر اللہ ایک ایسے
شخص کو مقرر کریگا جسکے دل کا امتحان
خدا نے ایمان کے ساتھہ کیا ہے پس وہ

قال ابوبکر انا ھو یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا ھو یا رسول اللہ قال لا ھو الذی یخصف النعل

دین کے باب مین تمہاری گردن ماریگا ابوبکر نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا وہ مین ہون آنحضرت نے فرمایا نہین عمر نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا وہ مین ہون آنحضرت نے فرمایا نہین وہ وہ شخص ہے جو نعلین ٹانک رہا ہے انتہی محصلاً

اسی مضمون کی دوسری حدیث ہے جسکی بقدر ضرورت یہ عبارت اور حاصل ہے کہ جب آنحضرت نے شیخین سے مسلمانون مین آجانے والون کی نسبت

قال رسول اللہ لتنتھن بنو وکیع او لابعثن الیھم رجلا کنفسی یتقدم فیھم امری فیقتل المقاتلة ویسبی الذریة فقال فما راعنی الا وکف عمر فی حجزتی من خلفی قال ما تعنی قال ما ایاک و ولا صاحبک قال فمن تعنی قال خاصف النعل

رائے لی اور ان دون صاحبون نے صدقوا الجیرانک وحلفاءک کہا تو آنحضرت نے فرمایا کہ (یہ مالزادی کے جنے) ہرگز باز نہ آئینگے جب تک مین انپر ایسے شخص کو نہ مقرر کرون جو میرا جیسا ہو جو میرے حکم کو ان مین جاری کرے اور قتال کرے (راوی کہتا ہے) آنحضرت نے فرمایا کیا دیکھتا ہون کہ یکایک عمر نے میری کمر مین آکر ہاتھ ڈالدے اور کہا کہ سچ بتاؤ کہ اوس سے آپ کی کون شخص مراد ہے آنحضرت نے فرمایا نہ تو نہ تیرا دوست یعنی ابوبکر حضرت عمر نے کہا اور کون آنحضرت نے فرمایا نعلین ٹانک نے والا انتہی محصلاً۔

یہ حدیث مختلف طرق اور الفاظ سے مستدرک حاکم مصابیح بغوی مشکوۃ ولی الدین خطیب صحیح ترمذی ابو عیسی باب مناقب علی مین ربیع بن خراش سے بھی مروی ہے لیکن اون کتب مین قصہ کی صراحت ہے شیخین کے نامون کی صراحت اس طریق پر نہین اسوجہ سے طوالت کو ترک کیا گیا۔ اگرچہ رسوخ فی الایمان کی حالت تو معلوم ہو گئی لیکن علماء اسلام نے جو اس حدیث

کی شرح فرمائی ہین گو وہ شروح حدیث خصائص نسائی کی نہین ہین مگر نفس مطلب ایک ہی
اس بنا پر صرف ایک شرح کی عبارت لکھہ دیتے ہین -

علامہ خلخالی نے شرح مصابیح حدیث ابوداؤد مین لکھا ہے لفظہ ، ردھم الیھم

قوله ، ردھم الیھم امر مخاطب فغضب
رسول اللہ علیہ السلام لانھم عارضوا
حکم الشرع فیھم بالظن والتخمین وشھدوا
لاولیائھم المشرکین بما ادعوه لانھم
خرجوا ھربا من الرق لا رغبة فی الاسلام
وکان حکم الشرع فیھم انھم صاروا
بخروجھم من دار الحرب مستعصمین
بعروة الاسلام احرارا فکان معاونتھم
لاولیائھم تعاونا علی العدوان قوله
ما اراکم تنتھون النفی وان دخل علی
اراکم ظاھرا لکنه بالحقیقة ینفی الانتھاء
ای اراکم ما تنتھون من تعصب اھل
مکة حتی یبعث اللہ علیکم من یضرب
رقابکم علی ھذا ای علی ھذا الحکم وابی
ان یردھم ای وابی النبی صلعم ان
یرد العبدان -

جو صیغہ امر حاضر ہے تو اون صحابہ نے ردھم
الیھم کہکر رسول خدا کو مامور (اور خود آمر
نے) بنایا کہ انکو واپس کردو پس اسی سبب سے
رسول خدا غضبناک ہوئے کیونکہ اون
صحابہ یعنی شیخین نے معارضہ کیا حکم شرع کا از
ظن وتخمین سے اور اپنے اون دوستون کی
تصدیق کی جو مشرک تھے اور اسکے مدعی تھے
کہ بوجہ خوف غلامی فرار ہو کر آئے ہین نہ
رغبت اسلام سے - حالانکہ شرع کا حکم اون
کے بارہ مین یہ تھا کہ جب لوگ دار الحرب سے
خارج اور ریسمان اسلام سے متمسک ہون
تو وہ سب آزاد ہو گئے تو اب جو اون صحابہ
یعنی شیخین نے مدد کی تو یہ تعاون علی العدوان
یعنی اسلام کے دشمنون کی اعانت ہے اور
یہ جو آنحضرت نے فرمایا ما اراکم تنتھون پس
اگرچہ حرف نفی لفظ اراکم پر داخل ہے مگر مراد

یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہین کہ تم باز نہ آوگے کفار مکہ کی حمایت سے جبتک کہ تم پر خدا مبعوث نہ کرے
ایسے شخص کو جو اس حکم کی مخالفت پر قتل کرے اسکے بعد آنحضرت صلعم نے اونکے سوال کو رد کیا
اور غلامون کو اونکے حوالہ نہ کیا انتہی محصلاً حدیث مذکور کی شرح کے ایسے ہی الفاظ اور
انکے ہم معانی ورتبہ ملا علی قاری نے اپنی شرح مشکوٰۃ مین اور علامہ طیبی نے کاشف

شرح مشکوۃ مین اور توربشتی نے میسر شرح مشکوۃ مین لکھے ہین جنکے مطالب خلخالی کے مطابق بلکہ کچھ زیادہ ہی ہین پس جن جن علما اور اونکے مقلدین نے حیات پیغمبر خدا مین جناب اسامہ کے مفضول اور شیخین کے فاضل ہونیکا دعوی کیا ہے اونہین لازم ہے کہ وہ شیخین کی مفضولیت مذکورہ سے نصف ہی اسناد جناب اسامہ کی پیش کردین تو ہم مان لینگے کہ اونکا دعوی حق بجانب ہے ورنہ حق غیرت اسلام اور حمیت ایمانداری یہ ہے کہ جناب رسالتمآب کی گود کے پلے ہوئے خانہ زاد کو مشرک زادون سے مفضول نہ بنایا جائے۔

ناظرین یقین جانین کہ اگر پیغمبر خدا یہ نہ فرماتے کہ ابوبکر و عمر کی محبت ایمان ہے اور اون سے بغض کفر ہے تو پھر ہم بھی شیعون سے بڑھکر قلعی کھولدیتے مگر اس حدیث صحیح کا موہنہ ہے جو کچھ نہین کہ سکتے۔

روی عن ابن عدی عن انس عن النبی صلعم انہ قال حب ابی بکر و عمر ایمان و بغضہا کفر (از تحفہ اثنا عشریہ)

جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار اور دوست شریف تھے ویسے ہی حضرت فاروق کے تھے اسلئے تبرکاً باجمال اونکا بھی ذکر خیر کردیا جاتا ہے۔

تفسیر فخر رازی تحت آیہ بعصم الکوافر مین ہے کہ عقبہ بن معیط کلال کی صاحبزادی ام کلثوم سے حضرت فاروق نے بعد ہجرت نکاح کیا تہا **تاریخ** کامل ابن اثیر بیان ۲۳ ہجری حصہ الحاق زیاد سے معلوم ہوتا ہے کہ کلالون کی خدمہ قرم ساقی ہی تھی کیونکہ ابامریم کلالی سے ابوسفیان نے رنڈی بلوائی تھی جیسا کہ آیندہ معلوم ہوگا اور انکی پہلی زوجہ ام کلثوم جرول خزاعی کی بیٹی وہ ان ام کلثوم کے علاوہ تہین **اور** تفسیر مذکور سے پایا جاتا ہے کہ ایک ام کلثوم زوجہ عمرو عاص جو اپنے بہائیون کے ساتھ بہاگ کر قبل فتح مکہ مدینہ آئی تہین اونسے بھی حضرت فاروق نے نکاح کیا تھا **ان** ہی التباس اسماء ازواج کے سبب سے بعض بیوقوف یہہ سمجھے کہ ام کلثوم بنت علی سے بھی حضرت فاروق نے نکاح کیا جو محض لغو ہے کیونکہ یہ تمام ازواج فاروق شہادت امام حسین علیہ السلام کے قبل مرچکی تہین اور زید بن عمر کی مان ام کلثوم یہ دونون مان بیٹے ایک تاریخ مین حسن مجتبی علیہ السلام کے زمانہ مین مرچکے تھے جنکے جنازون کی نماز جناب امام

نے بڑہائی تھی اور خواہر شہید کربلا یہ لاولد اور وقت شہادت سید الشہداء ہمراہ اخی علیہ السلام موجود تہین اس بناپر حضرت فاروق کا داماد علی ہونا محض لغو ہے
زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزی حضرت فاروق کے حقیقی عم زاد بھائی یہ اپنی دادی کے بطن سے تھے اور بغلبہ فاروق عشرہ مبشرہ سے ہوگئے تھے (از امامۃ والسیاسۃ وفتح الباری وغیرہ)

قدامہ بن مظعون عدوی حضرت حفصہ کے ماموں حضرت فاروق کے سالے تھے اور انکے باپ بدری تھے۔ حضرت فاروق نے انکو امیر بحرین کر دیا تھا وہان انہون نے شغل شرب خمر جاری کیا حضرت جارود نے مخبری کی اور حضرت ابوہریرہ نے گواہی دی اس بناپر انکو بلاکر پوچھا تو یہ ایسے مفسر اور ماہر قرآن نکلے کہ واہ جی واہ یعنی انہون نے جواب مین یہ آیت پیش کی جسکا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک
لیس علی الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات عمل کئے اونہون نے جو کچھ کہایا اوپر
جناح فیما طعموا الخ کوئی ہرج یعنی گناہ نہین - مراد یہ کہ
معاذ اللہ گویا خدانے شرب خمر کی اجازت دی تھی اس مضمون کی حدیث ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۵۲ مطبوعہ دہلی مین موجود ہے -

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بروے حیواۃ الحیوان دمیری ابوجہل کے ہم پیشہ یعنی لوہار تھے یہ حضرت تیر بنا کر بیچتے تھے اسی تناسب کے سبب سے آپکو عشرہ مبشرہ مین داخل کیا گیا ہو تو عجب نہین۔ شرب خمر کے معزز جلسون مین شیخین کے علاوہ یہ بھی شریک ہوتے تھے چنانچہ ایک انصار کے جلسہ مین جہان مغرب کی نماز مین یہ قراءت پڑہی گئی تھی قُل

یَا اَیُّہَا الْکَافِرُوْن عْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَ اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ ۝ وَاَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُّمْ وَ اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ ۝

اوس جلسہ مین جناب موصوف بھی موجود تھے اور جب ایک انصار نے ہجو مہاجرین مین ایک قصیدہ پڑہا تو جناب موصوف ہی نے اونٹ کی ہڈی سے اوس حاجی کی خبر لی جس سے اوسکے ضرب شدید آئی اور یہ قصہ آنحضرت تک پہنچا اور پہر شراب کی حرمت

نازل ہوئی مقدمہ سنن ابی حنیفہ مرویہ خصفکی کے صفحہ ۱۲۱ ترجمہ سعد موصوف میں ہے

وکان قصیراً غلیظاً عظیم الراس صلب الاصابع (الی ان قال) قال القاری ولاہ عمر وعثمان

کہ یہ پستہ اندام بد قراج یا بھدے بڑا سر اور موٹی انگلیوں والے تھے اور قاری نے کہا کہ یہ عمر و عثمان کے دوست تھے

اس دوستی کا ثبوت تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی میں ہے وہ یہ کہ امام

قال الزھری والعجب ان عبد اللہ بن عمر وسعد بن ابی وقاص لم یبایعا علیاً وبایعا یزید بن معویہ

زہری اوستاد امام مالک نے کہا کہ ابن عمر اور سعد بن ابی وقاص پر حیرت ہے کہ ان دونوں نے علی سے بیعت نہیں کی اور یزید بن معویہ سے کی۔

مغیرہ بن شعبہ یہ حضرت فاروق کے اخص الخاص اور لنگوٹے ہیں شرح نہج البلاغہ جزء ثانی قصہ مغیرہ میں طبری و واقدی اور مالک بن اوس ابن الحدثان سے روایت ہے کہ جناب مغیرہ بصرہ سے مدینہ حسب الطلب فاروق جا رہے

عن مالک بن اوس ابن الحدثان قال قدم المغیرۃ علی عمر فتزوج فی طریقہ امراءۃ عن بنی مرہ فقال لہ عمر انک لفارغ القلب شدید الشبق طویل الغرمول۔

تھے رستہ میں بنی مرہ کی ایک لڑکی پسند آئی اوس سے نکاح کیا (جب حضرت فاروق نے سنا تو فرمایا) کہ بیشک تو بڑا بیفکرا کثرت جماع کا حریص اور دکیر خرا ہے انتہی محصلاً۔

ظاہر ہے کہ ایسے مخفی و ستروی اعضا اور خلوتی افعال کا علم بغیر کوشش با اخلاص کامل کے نہیں ہوا کرتا اور حضرت فاروق کے اس کہنے کی وجہ موجبہ یہ تھی کہ حضرت فاروق نے ان مہاجر صاحب کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا تھا اور وہاں انہوں نے ام جمیل بنت افقم زوجہ حجاج بن عتیک سے زنا کیا ابھی یہ صاحب اپنے کام میں مصروف تھے کہ حضرت ابو بکرہ صحابی غلام پیغمبر خدا نے خود دیکھا اور اونکے برادر اخیافی زیاد اور نافع اور شبل بن معبد موجود تھے ان سبکو بھی وہ سین

دکھایا کیونکہ جس مقام پر جناب مغیرہ مصروف کار تھے وہ مکان حضرت ابوبکرہ کے مکان کے سامنے تھا اور ہوا کے زور سے سامنے کی کھڑکی کھل گئی تھی ۔ الغرض ابوبکرہ اور اہل بصرہ اس حرکت سے جناب مغیرہ سے برہم ہوے اور خلافت مین فریاد کی وہان سے جناب مغیرہ کی طلبی ہوئی جبپر عدالت فاروق سے توقع مشہور تھی کہ انکا رجم ہوجائیگا لیکن اوس سفر غم مین بھی یہ بغیر عورت کے نرہ سکے اور بنی مرہ کی لڑکی سے نکاح کیا وفیات الاعیان ابن خلکان تاریخ طبری کنز العمال وغیرہ مین یہ قصہ بشرح وبسط موجود ہے پھر جس خدائی طور پر جناب مغیرہ کو رجم سے بچایا گیا اور جس بیدادی سے عینی شہادتون کو رد اور صحابیون پر حد قذف جاری کی گئی ہے وہ ناگفتہ بہ ہے ۔

ان مہاجر صحابی نے جو اسلام پر احسان کیا ہے شاید کسی اور نے نہین کیا ہوگا وہ یہ کہ زمانہ خلافت اولی کی بیعت کے بعد بنی ہاشم اور جناب امیر کی مخالفت کرانے مین جو کچھ یہ جوڑ چلے ہین اوسکی گواہ الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ ہے اوسکے صفحہ ۲۶ مین حضرت عباس کو فقرہ دینے کا ذکر ہے دوسرے بعض کتب سے واضح ہے کہ یزید کی ولیعہدی کی بیعت کا خیال اور اوسکی تکمیل انہی کے دم قدم سے ہوئی ہے ورنہ معاویہ کے فرشتون سے بھی نہو سکتا ان صفات کے علاوہ اور بھی ان بزرگ کے صفات کتب علماء اہلسنت مین درج ہین ۔

عمرو بن العاص بن وائل ۔ یہ صاحب امراء فاروق سے ہین ۔

حیواۃ الحیوان دمیری مین ہے کہ یہ صاحب ذات کے قصائی تھے اور انکی والدہ کی تعریف مین کسی عرب نے یہ شعر لکھا ہے ۔ دجلہا مرفوعۃ للفاعلین بہا بابہا مفتوحۃ للداخلین تنزیہ الانساب عن شیوخ الاصحاب کے باب پنجم مین مستطرف زین الدین محمد المعروف بہ ابن الخطیب الاشہی اور انسان العیون حلبی کے حوالہ سے یہ عبارت نقل کی گئی ہے جس سے شعر مذکور کی تصدیق ہوتی ہے جسکا وقیل انہ امہ ای ام عمرو بن العاص کانت بغیا عند عبد اللہ بن جدعان فوطئہا حاصل بہت فاحشہ ہے جس سے ہم اپنی کتاب کو گندہ کرنا نہین چاہتے

فی طہر واحد ابولہب وامیہ بن خلف
وابوسفیان بن حرب والعاص بن وائل
فولدت عمروفادعی کلہم فحکمت فیہ امہ
فقالت ہو للعاص لان العاص ہو الذی
کان ینفق علیہا

مگر اتنا کہہ دیتے ہین کہ جناب نابغہ
ام عمرو عاص بیحد فاحشہ تھین اور
جناب موصوف کا ابن عاص ہونا
مشتبہہ بلکہ غیر صحیح ہے۔

تاریخ ابو الفدا کے صفحہ ۱۹۹ مین
بھی جناب ام عمرو عاص کی نسبت ایسا ہی لکھا ہے اور تذکرہ خواص الامہ سبط ابن
جوزی سے بھی عبارت مذکورہ کی تصدیق ہوتی ہے۔

شرح نہج البلاغہ جزء ثانی بیان فاروق سے پایا جاتا ہے کہ یہ نیک بخت بی بی قبیلہ عنز کی باندی
تھین القصہ ان بزرگ کے صفات بکثرت ہین اور اسلام پر جو کچھ انہون نے
احسانات کئے ہین وہ جنگ صفین کے واقعات سے واضح ہوجاتے ہین اور انکی
شجاعت وادی الرمل کے غزوہ سے فراری کہ جسمین بقول صاحب حبیب السیر
شیخین بھی تھے ظاہر ہوجاتی ہے اور سب سے بڑھ کر جنگ صفین سے کہ انھون نے اپنے
بے حجاب بسرین دکھا کر جناب امیرؑ سے جان بچالی تھی اور دیانت انکی ازالۃ الخفا
مقصد دوم صفحہ ۱۰۳ سے ظاہر ہے کہ انہون نے بیت المال سے کثیر رقم غبن کی تھی
جسکی نصف رقم حضرت فاروق نے چھین لی تھی۔

الغرض حضرات شیخین رضوان اللہ علیہم کے محبان خالص ومعتقدان صادق
کہانتک تلاش کیا جائیگا اون مین کم وبیش ایسے ہی صفات وقوم کے ملینگے جنہیر
نہ نفسی شرافت ہوگی نہ عرفی اور جناب اسامہ کے اور اونکے احباب کے ایسے
صفات کسی کتاب مین نہین۔

پس اون بزرگون پر حیرت ہے کہ جنہون نے جناب اسامہ کو حیات پیغمبر
خدا مین بھی شیخین سے مفضول سمجھا ہے اونکو چاہیئے کہ وہ اس گستاخی کی
درگاہ رب العزۃ سے معافی چاہین اور ہمکو اس دعاے خیر مین
شریک کرین۔

افضلیت معاویہ و مفضولیت جناب امیرؑ

بعض عقل کے دشمنون نے جناب معاویہ پر بہی اولٹی چہری پھیری ہے یعنی ان بزرگ کو بھی جناب امیرؑ سے مفضول بتایا ہے چنانچہ غزۃ الراشدین و ذلۃ الضالین مولوی رشید الدین خان شاگرد مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی مین ہے کہ بادشاہ

تو یجوز التقلید من السلطان الجائر جائر کی تقلید جائز ہے جیسے سلطان کما یجوز من العادل لان الصحابۃ عادل کی کیونکہ صحابہ رضوان اللہ رضی اللہ عنہم تقلدوا معاویۃ و علیہم اجمعین نے معاویہ کی تقلید کی حالانکہ الحق بید علی فی نوبتہ وہ حق علیؑ کی طرف سمجھے ہوئے تھے

انتہی محصلاً اس عبارت مین گو فاضل و مفضول کا لفظ نہین ہے مگر منشا ہونے ہی مفضول کی سرداری کا جواز ہے۔

اول تو ان بزرگ نے یہ غضب ڈہایا ہے کہ تمام اصحاب باایمان معاویہ کو فعل حرام کا مرتکب قرار دیا ہے کیونکہ جب صحابہ علیؑ کی طرف حق سمجھے ہوئے تھے اور بیعت معاویہ کی کرکے اون کی تقلید کرتے تھے تو ظاہر ہے کہ اونہون نے حفظ جان و مال و آبرو کے خیال سے یہ تقیہ کیا ہوگا اور عمداً جناب امیرؑ کی بیعت نہ کی ہوگی اور کتب کثیرہ سے ظاہر ہے کہ تقیہ بعد فتح مکہ حرام ہو چکا تھا پس تمام صحابہ عبارت مذکورہ کی بنا پر حرام کے مرتکب ہوئے معاذ اللہ۔

دوسری خطا ان بزرگ نے یہ کی ہے کہ بادشاہ وقت اور شاہ غالب کو مفضول اور شاہ مغلوب کو فاضل بتایا ہے جو عقلاً معیوب ہے۔

تیسری خطا یہ کہ قرآن کے خلاف مولوی صاحب موصوف نے اجتہاد کیا یعنی کہ ابن تیمیہ کی وصیت کبری سے حصہ اول مین معلوم ہو چکا ہے کہ بعض مسلمانون کے نزدیک یزید ابن معاویہ ابنیا سے تھا اور جناب معاویہ یزید کے باپ تھے اور مرسلین و انبیاء کے بابت ہی کی نسبت سورہ انعام مین ہے وکلا فضلنا علی العالمین

ومن اباۂ تھوا اور یہ رتبہ جناب امیرؑ کے والد حضرت ابوطالبؑ کو میسر نہین ہوا غالباً بعض کتب اہلسنت مین یزید کی نسبت علیہ السّلام کا لفظ جو دیکھا گیا ہے تو اوسکا یہی سبب ہوگا جو وصیت مذکورہ سے ظاہر ہے بس ان صریحی خطبات سے ظاہر ہو کہ انکا یہ اجتہاد غلط ہو اور جناب معاویہ کسی سے مفضول نہ تھے ۔

ارشاد الطالبین قاضی ثناء اللہ پانی پتی شاگرد رشید شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صفحہ ۲۶ العبار الذی دخل انف فرس معاویہ خیر من اویس القرنی وعمر والمروانی مین ہو کہ معاویہ کے گھوڑے کے نتھنونکی خاک حضرت اویس قرنی تابعی اور عمر بن عبد العزیز مروانی سے بہتر یعنی افضل ہو انتہی محصلاً یہ معلوم ہو کہ حضرت اویس قرنی وہ متبع رسول ہین کہ جنہون نے دندان پیغمبر کی جدائی کی خبر سنتے ہی اپنے سارے دانت توڑ ڈالے ہین خیال یہ کہ جانے کون سا دانت پیغمبر خدا کا رہا اور کون سا نہ رہا دوم یہ وہ بزرگ ہین کہ جنکو رسالتمآب مستجاب الدعوۃ مانتے تھے اسی وجہ سے آنحضرت نے وصیت فرمائی تھی کہ جب وہ ملین تو اونکو میرا سلام کہنا اور اون سے بخشش امت کی دعا کرانا چنانچہ زمانہ فاروق مین ان بزرگ سے دعا کرائی گئی اور یہ بزرگ جنگ صفین مین جناب امیر علیہ السّلام کی اعانت مین شہید ہوئی اسیطرح جناب عمرو بن عبد العزیز مروانی جن کو تاریخ الخلفا سیوطی مین عمر ثانی لکھا ہو اور انکی رشدیت سے تمام فرق اسلام اقراری ہین اور سب وشتم اہلبیت رسولؐ انہون نے ہی موقوف کرایا تھا اور فدک میراث پیغمبر کا اہلبیتؑ کو انہون نے ہی دیا تھا اور انہی اعتقادات کے معاوضہ مین انکو زہر سے شہید کیا گیا پس جب ایسے دو شخص رکن رکین اسلام معاویہ کے گھوڑون کے نتھنون کی خاک سے کمتر ہون تو جناب معاویہ مرد میدان احد وخندق وصفین کیونکر افضل نہونگے ۔

شجاعت معاویہ تو اوسکا جواب کہان ہو سکتا ہو کیونکہ رسول خدا اور جناب امیرؑ جو مشہور او زمانے ہوئے اشجع الناس تھے اون سے برسون مقاتلہ اور مقابلہ کیا اور آخر تک کامیاب ہوا

سخاوت معاویہ تو سبحان اللہ جسکی شہرت سے بکثرت صحابی طرفدار معاویہ بن گئی اور اسیطرح حضرت عائشہ معاویہ کی طرفدار رہین اور جناب امیرؑ اپنے زمانہ خلافت مین کسی کو

اتنا نہ دیتے جو اوسکے حق یا حق خدمت سے زیادہ ہو اس وجہ سے سب بیزار تھے بلکہ خود خلیفہ ہو کر جو کے آٹے میں نمک ملا کر نوش فرماتے تھے - اسی کمی سخاوت کے سبب جناب عقیل حضرت امیر کے برادر حقیقی معاویہ کے پاس چلے گئے تھے -

ثروت معاویہ تو اسکا عالم گواہ ہے کہ معاویہ کے باپ مالدار اور جاگیردار تھے چنانچہ ابو المنذر ہشام بن محمد بن السائب کلبی نے اپنی سیرت میں لکھا ہے کہ جناب معاویہ کی ایک واما حمامة فهی من جدات معاویه وکان لها رایة بالحجاز من ذا البغایات فی الزمنہ - دادی مسماۃ حمامہ صاحب رایات زنا تھیں جو بیسواؤں سے تھیں انتہی محصلاً -

اہل حجاز اوس بیسوا کو جھنڈا بطور اعزاز دیتے تھے جو ممتاز ہوا کرتی تھی پس جسکی دادی کو ایسا قومی اعزاز حاصل ہو اوسکے پوتے کے مالدار ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے ابن السمان نے اپنی کتاب مثالب میں ثروت ابوسفیان کی نسبت لکھا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ بیشک مسافر

ان المسافر بن عمرو بن امیہ بن عبد الشمس کان ذا جمال وسخاء عشق هند وجامعها سفاحا فاشتهر ذلک فی قریش وحملت هند فهرب مسافر من ابیها عتبة وطلب عتبه اباسفیان بوعدة مال کثیر وزوجه ابنة هند فوضعت معاویه بعد ثلاثة اشهر

بن عمرو بن امیہ بن عبد الشمس خوبصورت مرد سخی تھا اوسکا عشق اور قرب ہند سے قوم قریش میں مشہور ہو گئی اور ہند کو اوسکا حمل رہ گیا اور مسافر بن عمرو ہند کے باپ عتبہ بن ربیعہ کے خوف سے بھاگ گیا پس عتبہ نے ابوسفیان کو بلایا ہند سے نکاح پر راضی ہونیکے معاہدہ پر بوعدہ مال کثیر نکاح کر دیا اور تین ماہ بعد جناب معاویہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے انتہی محصلاً اس ثروت کا ذکر الشہاب میں ابوسعید اسمعیل نے بہجۃ المستفید میں شیخ ابو الفتوح جعفر بن محمد ہمدانی نے تذکرہ خواص الائمہ میں سبط ابن جوزی نے بعینہا انہیں الفاظ سے لکھا ہے -

ان ثروتوں سے جناب معاویہ کے ابن امیہ ہونیکا یہ ثبوت ہے کہ ابوسفیان مشہور لونڈی باز تھے چنانچہ تاریخ کامل ابن اثیر بیان ۴۴ھ صفحہ (۳۷۱) میں ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ سمای معاویة ان یستلحق زیادا واستلحقه معاویہ کو یہ بات مناسب معلوم ہوئی کہ

مودته باستلحاقه فاتفقا على ذلك و احضر الناس من يشهد لزياد وكان في من حضر ابو مريم فقال له معاوية بم تشهد يا ابا مريم فقال انا اشهد ان ابا سفيان حضر عندي وطلب مني بغيا فقلت له ليس عندي الا سمية فقال ائتني بها على قذرها ووضرها فاتيته بها فخلا معها ثم خرجت من عنده و ان اسكتيها ليقطران منيا فقال له زياد مهلا يا ابا مريم انما بعثت شاهدا ولم تبعث شاتما فاستلحقه معاوية

زیاد بن عبید کو اپنی طرف مائل کرے اور اوسکے نسب کو اپنے باپ سے ملحق کرے پس دونوں الحاق نسب پر راضی ہوگئے اور کوفہ میں لوگ جمع کئے گئے جو اس بات پر گواہی دیں کہ زیاد بیشک ابوسفیان کا نطفہ ہے پس اون میں ایک شخص ابومریم تھا پس معاویہ نے اوس سے کہا کہ اے ابامریم تم کس بات کی گواہی دیتے ہو وہ بیان کرو۔ ابومریم نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک دفعہ ابوسفیان میرے پاس آئے اور اونہوں نے رنڈی طلب کی میں نے کہا کہ میرے پاس بجز سمیہ کے اور کوئی نہیں ابوسفیان نے کہا اگرچہ وہ غلیظ و کثیف ہے مگر کیا کیا جائے خیر اوسیکو لاؤ پس میں نے ابوسفیان کیلئے سمیہ ام زیاد بن عبید کو حاضر کیا اور ابوسفیان نے اوس سے مقاربت کی اور جب سمیہ وہاں سے چلی تو اوسکے جسم سے منی ٹپکتی تھی یہ سنکر زیاد نے کہا اے ابامریم تم گواہی دینے پر آئے ہو گالیاں دینے پر مامور نہیں ہو پس معاویہ نے زیاد کو ابن ابوسفیان قرار دیدیا انتہی ملخصاً تاریخ وفیات الاعیان ابن خلکان میں ابومفرغ حمیری شاعر کے کلام سے بھی جناب معاویہ کے ابن امیر ہونیکا پتا لگتا ہے چنانچہ شاعر مذکور کی نظم کا حاصل یہ ہے۔

الا ابلغ معاوية بن صخر مغلغلة عن الرجل اليماني
أتغضب ان يقال ابوك عف وترضى ان يقال ابوك زاني
فاشهد ان رحمك من زياد كرحم الفيل من ولد الاتان
واشهد انها ولدت زيادا وصخر

ہاں معاویہ بن صخر یعنی ابوسفیان کو مرد یمنی کا پیغام پہنچادو کہ اگر تیرے باپ کو کوئی پارسا کہتا ہے تو تو ناراض ہوتا ہے اور زانی کہتا ہے تو اوس سے تو خوش ہوتا ہے پس میں گواہی دیتا ہوں اے معاویہ کہ

من سمیۃ غیر دان — زیاد سے تیری نسبی قرابت ایسی ہے جیسے گدھے
کی ہاتھی سے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ زیاد انہی ایام میں پیدا ہوا کہ جن میں ابوسفیان
کی سمیہ سے آشنائی تھی انتہی محصلاً۔

یہ زیاد بن عبید وہ شخص ہے کہ اسکے بیٹے عبید اللہ نے جناب امام حسین علیہ الصلوۃ و
السلام کو شہید کیا لعنۃ اللہ علیہ و علی اعوانہ و انصارہ

اسکے علاوہ صعبہ بنت الحضرمی والدہ ماجدہ حضرت ابو طلحہ کا تعلق ابوسفیان سے ہم
لکھ چکے ہیں۔ ایسے اعمال بغیر دولت کے نہیں میسر آسکتے اس سے معلوم ہوا کہ جناب معاویہ ابن
امیر تھے اس وجہ سے بھی مفضول نہیں تھے۔

تبصرہ

بعض علماء اہلسنت نے جناب معاویہ کے نسب میں بہت کچھ کلام کیا ہے اور اس وجہ سے بھی
مفضول سمجھا ہے جسکی تردید ضرور ہے چنانچہ وہ اسناد یہ ہیں سیرت ہشام میں ہے کہ جناب

کان معاویۃ لاربعۃ لعمارۃ بن الولید بن المغیرۃ بن المخزومی والمسافر بن عمرو ولابی سفیان والرجل اخر سماہ قال و کانت امہ من المغلیمات وکان احب الرجال الیہا السودان وکان اذا ولدت اسود قتلتہ۔

معاویہ کے چار باپ تھے عمارہ بن ولید بن مغیرہ بن مخزومی اور مسافر بن عمرو بن امیہ بن عبد الشمس اور ابی سفیان اور ایک دوسرا شخص جسکا نام آئندہ آتا ہے اور معاویہ کی ماں ہند بدکار عورتوں میں سے تھی اور سودان پر عاشق تھی جب اسکے بطن سے کالا بچہ ہوتا تو اسکو مار ڈالتی تھی انتہی محصلاً۔ ربیع الابرار میں علامہ زمخشری نے

ان اسم الرابع من الجماعۃ التی ینسب الیہم معاویۃ کان ابی صباح مغنی اسود کان لعمارۃ عسیفا شابا وسیما وکان ابوسفیان دمیما قصیرا فذ عنہ ہند

لکھا ہے کہ بیشک جماعۃ آباء میں سے معاویہ کے چوتھے باپ کا نام ابی صباح ہے جو حبشی قوال تھا پس معاویہ اوسکا نطفہ ہے اور ابی صباح جسیم و معتدل القوی جوان

الی نفسہا وقالوا ان عتبۃ ابن ابی سفیان ایضا کان من ابی صباح تھا اور ابی سفیان بے ڈول بدقطع پستہ قد تھا پس ہند نے اوسکو زنا کیلئے طلب کیا اور لوگ کہتے ہین کہ عتبہ برادر معاویہ بھی اوسیکا نطفہ ہے انتہی محصلاً تذکرہ خواص الامہ سبط بن جوزی ذکر ماجری لہ بعد وفات امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے صفحہ ۱۱۶ مین بھی یہی روایات ہین لیکن یہ سب مہمل اور غلط اور تفکہات روافض ہین دوم ان اسناد مین یہ غلطی ہے کہ جناب معاویہ کو چار باپ کا لکھا ہے اور دنیا مین اور فقہا کے نزدیک دو کا تو ممکن ہے لیکن چار کا کسی کتاب سے ثابت نہین۔ بحث چار یاری مندرجہ تنزیہ الانساب مین صاحب کتاب نے اسکی پوری تردید حدیث وفقہ سے کی ہے ملاحظہ ہو۔

تاریخ الخلفا سیوطی بیان معاویہ سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ غالباً ہند کی شادی فاکہ ابن مغیرہ سے ہوئی ہوگی لیکن ایک غیر مرد کو ہند کے پاس سے فاکہ نے جو بھاگتے دیکھا تو اوسکو ہند کی بدکاری کا شبہہ ہوا اور ہند کو لات مار کر گھر سے نکالدیا اسپر ہند کے باپ عتبہ بن ربیعہ نے ہند اور چند عورتون اور فاکہ کو ساتھ لیا اور یمن مین ایک کاہن سے اون سب عورتون کی بدکاری ونکوکاری کا نتیجہ دکھایا کاہن نے کہا کہ تو نے کوئی بدی نہین کی اور تو ایک بچہ جنے گی جسکا نام معاویہ ہوگا اور وہ بادشاہ ہوگا اسپر فاکہ نے ہند کا ہاتھ پکڑا گویا یہ ہاتھ پکڑنا عذر تقصیر تھا لیکن ہند نے ہاتھ کو جھٹکا دیا اور کہا کہ اب مین اور ہی خصم کرونگی پس اس بنا پر واپس آکر ابوسفیان سے ہند کا نکاح کردیا اب رہا تین ماہ بعد جناب معاویہ کا پیدا ہونا جس سے نسب کی خرابی پائی جاتی ہے تو اسکی پوری بحث صاحب تنزیہ الانساب نے اپنی کتاب مذکور مین شرح وبسط سے لکھی بلکہ بطرق مختلفہ ہند ام معاویہ کی پارسائی ثابت کی ہے خوف طوالت سے حوالہ پر حصر کیا جاتا ہے اور جو بفرض محال جناب معاویہ کو ولد الزنا ہی خدا نخواستہ تسلیم کیا جائے تو نیابت رسول کے واسطے ہمارے علما نے ولد الزنا ہی کو ولد الحلال سے افضل مانا ہے چنانچہ تلویح شرح توضیح ذکر مصاہرت وحدیث ولد الزنا شر الثلاثہ کی بحث مین مرقوم ہے قال النبی علیہ السلام

ولد الزنا شر الثلاثة ولا قرینة علی
تخصیصه بمولود معین لانا نقول
لا معنی لاتصاف امتزاج المائین و
انخلاف المولد یکون حراما باطلا
وغیر مشروع لیشاهد ولد الزناء
اصلح من ولد الرشیدة فی امور الدینؔ
والدنیا فیکون دلیلا علی ان الحدیث
لیس علی عمومه وبهذا یستحق ولد
الزنا جمیع الکرامات التی یستحقها
ولد الرشیدة من قبول عبادته و
شهادته وصحة قضائه وامامته
وغیر ذلک -

کہ آنحضرت نے جو فرمایا کہ ولد الزنا تینوں
مین بدتر ہی تو ایسا قرینہ کسی مولود معین کی
تخصیص کا نہین پایا جاتا بیشک ہم کہینگے
کہ دو پانیون کے ملنے سے متصف ہونیکے کچھ
معنی نہین ہین ایسا ہی جو اپنے باپ کا
جانشین ولد الزنا کو کہا جاتا ہے تو یہ جہل
بات ہی اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ حرام باطل
وغیر مشروع ہی یعنی ایسا باطل کہ اوسکا
اثر نسلون مین متعدی ہوتا ہے تو یہ
بھی غلط ہی کیا معنی کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ
کہ بعض ولد الزنا ولد الحلال سے زیادہ
دین و دنیا کے کامون مین پرہیزگار ہوتے

ہین پس اس بنا پر یہ دلیل قائم ہوئی کہ حدیث ولد الزنا لا یدخل الجنة اپنے تمام افراد
پر ثابت نہین یعنی ہر ولد الزنا بدکار یا دوزخی نہین ہوتا اسی سبب سے ولد الزنا ان
تمام کرامات و فضائل کا مستحق ہوا کرتا ہی کہ جنکا ولد الحلال مستحق ہوا کرتا ہے پس
ان ہی وجوہ سے ولد الزنا کی عبادت و شہادت و قضا و امامۃ یعنی جانشینی رسالت
وغیرہ جائز ہے انتہی بھلا پس اگر جناب معاویہ کو ولد الزنا بھی تھوڑی دیر کیلئے
تسلیم کیا جائے تو وہ اپنے زمانہ کے تمام ولد الحلال سے یقینی افضل تھے اور عبارت
مذکورہ کے آخر مین جو لفظ وغیر ذلک کا لکھا ہی اسنے ولد الزنا کے فضائل مین اور بھی
وسعت پیدا کر دی ہے جس سے معلوم ہوتا ہی کہ صاحب تلویح کی نیت وغیرہ ذلک لکھنے
سے ولد الزنا کی نبوت و رسالت کے جواز کا اشارہ ہو تو عجب نہین کیونکہ امامۃ کے بعد
اسلام مین نبوت و رسالت ہی کے درجے باقی ہین - اور ہمارا یہ شبہہ اس بنا پر اور
بھی قوی ہوتا ہے کہ بعض علماء اہلسنت نے ولد الزنا کو اکمل و اتم مانا ہے چنانچہ

نزہتہ القلوب میں علامہ قطب الدین شیرازی نے اور محاضرات میں
ابوالقاسم راغب اصفہانی نے لکھا ہے کہ ولدالزنا شریف تر ہوتا ہے بیشک
ولد الزناء فقد انجب ان الرجل مرد خواہش و نشاط سے زنا کرتا ہے
بشہوتہ و نشاطہ فیخرج پس اس وجہ سے بچہ کامل تر پیدا ہوتا ہے
کاملاً وما یکون من الحلال اور مولود حلال میں یہ بات میسر نہیں
تصنع الرجل الی المراءۃ کیونکہ انسان اپنی منکوحہ سے یہ تصنع
کرتا ہے انتہےٰ محصلاً۔
افضلیت ولدالزنا کی پوری بحث تو صاحب تنزیہ الانساب نے لکھی ہے
جسکو فقہ و اصول فقہ و احادیث سے ثابت کیا ہے لیکن جناب معاویہ
کی افضلیت ثابت کرنے کیواسطے یہی چند کلمات کافی ہیں پس ثابت
ہوگیا کہ جناب معاویہ کسی صورت سے بھی اپنے زمانہ خلافت میں کسی سے
مفضول نہ تھے و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین
والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و اٰلہ الطیبین
براہ کرم اس صحت نامہ کے مطابق قبل ملاحظہ الامامہ کو درست فرمالیجے

شمار صفحہ	شمار سطر	غلط	صحیح	شمار صفحہ	شمار سطر	غلط	صحیح
۱	۲	پرپانون.	پرپانواں	۵	۱۹	سو	سوا
۲	۵	احادیث ہونا	احادیث میں موجود ہے	″	۲۱	اخبارول	اخباروں
″	۲۳	دوسرا	اور	۶	۹	تو تفصیل نام و اسم و امامہ کو	تو امامہ کو
۳	۱۴	شیخین سے ہو	شیخین سے بھی ہو				
۳	۲۲	بگیرند	ز گیرند	″	۱۴	انہدام ضم و استیصال ظلم	انہدام ضم خانہ و استیصال
۴	۱۷	عقاید	عقیدہ				
۵	۷	برتے عقیدہ	برتے ہر عقیدہ	″	۱۷	غنیمت کی	غنیمت کا

شمار صفحہ	شمار سطر	غلط	صحیح
٨	١٣،١٤	یہ دونوں سطریں زائد سہواً لکھی گئی ہیں	
٩	١٨	فضیلت و سلطنت	فضیلت اور سلطنت
١١	٤	اسلام تو	اسلام میں بھی تو
١٢	٢٣		جن تو مسلموں
١٣	١١،١٢	ہر قسم حلالی حرامی	ہر قسم کا حلالی حرامی
١٥	١٠	اور بعض نے	یعنے بعض نے
١٦	١٩	اور معصوم ہوتی تھے	جو معصوم ہوتے تھے وہی
١٩	١	ثابت ہے	ثابت ہیں
″	″	اخبار کثیرہ و مشہورہ کو	اخبار احاد سے
″	٣	شریعۃ	شرائع
٢١	١٨	صرف دو مثالیں	صرف دو دو مثالیں
″	٢٠	اوروں نے احکام	اوروں نے بھی احکام
″	″	تبدل وغیرہ میں ان کے	تبدل سابقہ کے علاوہ بھی
″	″	وغیرہ کیا	وغیرہ کئے
″	٢١	اہل سنت سب کو	اہل سنت ان سبکو
٢٢	١١	اور انکے اتباع یعنی اہل سنت	اسکے علاوہ اہل سنت
″	١٢	ہے لہذا نفس	ہے اور شیخین کبھی جھنڈا تھے لہذا نفس
″	١٣	یصیب شیر نجات	یصیب انکے لیے مشیر نجات
″	١٧	جم	جسم
″	٢٣	تو اے عمر نے	تو اے عمر تم نے
٢٣	١٧	اور خود نے	بلکہ خود نے
٢٦	٩	صحابہ ہمراہ	صحابہ کو ہمراہ
″	١٧	یعنی مشرکین	یعنی باقی مشرکین
٢٨	٢١	تحقہ	تحفہ
٢٩	٢	کون گنانوں	کون سا گنانوں
″	٧	زمانہ باحق ملنے	زمانہ نہ ملنے
″	١٨	لوگوں دوستی	لوگوں کی دوستی
٣٣	٣	نہ ہو تو توجہ	نہ ہو تو یہ

شمار صفحہ	شمار سطر	غلط	صحیح
٣٤	٧	گناہگار ہے	گناہ ہے
٣٧	٣	ہے جو سطر نبی پیغام	ہے حجاب پیغام خدا
٣٩	١٣	یزید نے	یزید یہ لشکر نے
٤٢	٤	ابو بکر بڑے اور	ابو بکر اور
″	٥	ابو بکر گالیاں	ابو بکر بہت گالیاں
٤٨	٢٢	پیش برآورد	پیش آورد
٤٩	١٩	لغت جزر	لغت جز در
٥٠	٤	ایسے نادار یا بخیل نہ تھے	ایسے بخیل تھے
″	٥	طلاق دیدی تھی	طلاق ہی دیدی تھی
٥١	١٨	کہ اصیل قریش سے	کہ اسکا مثل قریش میں
٥٢	٦	جیسے فردوسی	جیسے فردوسی
٥٣	١٦	مراد کچھ کہ کم نہیں	مراد یہ کہ کم کیا نہیں
٥٤	٥	بہن بنت عفان	بہن آمنہ بنت عفان
″	١٨	مالداری کیا	مالداری کی کیا
٥٥	٨	پر تو عثمان	پر عثمان
″	٢١	الغیب عند اللہ	العلم عند اللہ
٥٨	٢٢	جو ہے کہ	جو یہ ہے کہ
٥٩	٣	انسے بہت زیادہ	ان سے کچھ زیادہ
٦١	١٩	نہ آسکتے تھاں	نہ آسکتی بھی ہاں
٦٢	١	خدا وجود	خدا کا وجود
٦٣	١١	فی کشف الدارین	فی کشف ما فی الدارین
٦٥	٢١	اسلامی ڈھنڈورہ	پہلا ہی ڈھوڈھ
″	٢٣	عمر کی رائے مطابق	عمر کی رائے کے مطابق
٦٧	٨	ان دو صاحب	ان دونوں صاحبوں
٧٠	١٩	عبد ما تعبد و	اعبد ما تعبدون
٧٣	٨	عنبر کی	عنبرہ کی
″	١٢	شیخین ہی تھے	شیخین ہی ما تحت تھے
٧٥	١٢	دعا کرنا	دعا کرانا
٧٧	١١	بجبر خمیہ	بجبر سمیہ کے
٧٨	٤	عبید اللہ نے	عبد اللہ نے

مطبوعہ مطبع انوار الاسلام کچہری ضلع ملتان